عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

۱۵	۲۰ تا ۲۶ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ مطابق ۷ تا ۱۳ جون ۱۹۹۶ء	۲

SUBMISSION TO THE HONBLE SUPREME COURT OF PAKISTAN

مدارِ کفر و ایمان ضروریاتِ دین ہیں

دینِ اسلام اور اُس کے دشمن؟

غلام احمد قادیانی کی کہانی
حقائق کی زبانی

قصیدۂ مدحیہ

محمد زکی کیفی

تھیں ظلمتیں ہی ظلمتیں اِدھر اُدھر یہاں وہاں
محیط ابرِ کفر تھا چمک رہی تھیں بجلیاں

بھٹک رہی تھی زندگی مثالِ گردِ ناتواں
نہ ہمسفر نہ رہگذر نہ راہبر نہ کارواں

کلی کلی فسردہ برگوں کے لب پہ ہچکیاں
چمن چمن تھی تیرگی روش روش دھواں دھواں

بادِ سموم کھیلتی پھرتی تھی برگ و بار سے
فصلِ خزاں کا راج تھا گم تھے بہار کے نشاں

خانہ بخانہ کو بکو سجتے ہوئے صنم کدے
لات و ہبل کے سامنے ہوتی تھیں سجدہ ریزیاں

فسق و فجور ہر طرف جام بدست ہر کوئی
جس کی طرف بھی دیکھیے محوِ خیالِ دلبراں

ناچ رہی تھی ہر طرف بہیمیت ، درندگی
گونج رہا تھا ہر طرف شورِ صدائے الاماں

ہوتی تھی روز تار تار چادرِ عصمت و حیا
دامن شرف و نام کی بکھری ہوئی تھیں دھجیاں

بیوہ کوئی فسردہ سر آہ بلب کوئی یتیم
کوئی غریب نالہ کن کوئی ضعیف سرگراں

خلق تباہ حال پر رحمتِ حق نے کی نظر
بھیجا رسولِ پاک کو آئے امامِ انس و جاں

تیرہ و تار ابر سب ظلم و ستم کے چھٹ گئے
نکلا عرب کی ریگ سے مہرِ تمام ضوفشاں

صحنِ چمن میں چل پڑی پھر سے نسیم عطر بیز
غنچے کھلے کلی ہنسی برگ و شجر ہوئے جواں

علم و عمل کی قوتیں بخش دیں کائنات کو
قلب و نظر کو پھر ملی دولتِ سوزِ جاوداں

آئے وہ جن کے دم سے ہے رونقِ بزمِ رنگ و بو
بزمِ رسل کے تاجدار محرمِ رازِ کن فکاں

آئے وہ جن کے فیض نے حسن دیا حیات کو
آئے شفیع عاصیاں آئے پناہِ بے کساں

شانِ غنا کہ آپ کے قدموں پہ تاجِ قیصری
فقر کی شان یہ کہ ہے ایک گلیم بھی کہاں

شانِ عمل کو دیکھ کر دنگ ہیں بحر و بر تمام
کوہ و دمن پہ ہو گئے ان کے غلام حکمراں

حسن و جمال نام ہے ان کے قدم کی دھول کا
آپ سے مس جو ہو گئے ذرے بنے وہ کہکشاں

کون و مکاں میں روشنی ان کی ازل سے تا ابد
سلسلہ اُن کے نور کا پھیل گیا کہاں ، کہاں

کوہ و دمن، شجر حجر، دشت چمن فلک زمیں
سب میں انھیں کی روشنی سب میں وہی ہیں ضوفشاں

آپ کا قول و فعل ہے رُوح و اصولِ زندگی
جو بھی لبوں پہ آ گیا علم کا بحرِ بیکراں

ان کا غلام جو ہوا مل گئیں اُس کو رفعتیں
نقشِ قدم بنی ہوئی ملتی ہیں سب بلندیاں

حسنِ خرام آپ کا موج ہے سلسبیل کی
حسن و جمالِ زندگی آپ کے در کے پاسباں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

شمارہ ۲ جلد ۱۵

۲۰ تا ۲۶ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ
مطابق ۷ تا ۱۳ جون ۱۹۹۶ء

REGD. NO.SS-160

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد چنیوٹی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
عبداللہ ملک

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین
ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

قصیدہ مدیحہ
اداریہ ۴
مدار کفر و ایمان ضروریات دین ہیں ۶
دین اسلام اور اس کے دشمن ۱۰
مرزا غلام احمد قادیانی کی کہانی ۱۲
واقعہ ذبح اور بائبل کے تضادات ۱۵
اخبار ختم نبوت ۱۸
تعارف و تبصرہ کتب ۲۰

قیمت ۵ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۸۰ امریکی ڈالر، جنوبی افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ
اور ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت — الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ
نمبر ۳۰۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۵۰ روپے
سہ ماہی ۷۵ روپے

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 514122

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199

ناشر: عبدالرحمن باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۳۰۰ ابرٹ روڈ (ٹاؤن) کراچی

اسلام اور مسلمانوں کے حقوق سے انکار کیوں؟

ڈاکٹر مبشر، عاصمہ جہانگیر اور حقوق انسانی کے نام نہاد دعویداروں سے ایک فکر انگیز سوال!

توہین رسالت اور شعائر اسلام کی بےحرمتی کرنے والوں کی وکالت کے عنوان سے عالمی شہرت یافتہ بدنام زمانہ خاتون وکیل عاصمہ جہانگیر کی معصومیت ثابت کرنے کی غرض سے ڈاکٹر مبشر حسن صاحب نے انتہائی دردمندانہ بیان داغا ہے جسے روزنامہ "خبریں" نے نمایاں انداز سے اس طرح شائع کیا ہے:

> "سابق وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ عاصمہ جہانگیر کے خلاف چلائی جانے والی مہم سے ملک و مذہب کو سخت نقصان پہنچ سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے دنیا بھر کے سامنے اسلام ایک غلط انداز میں پیش ہوگا اور ملک کا نام بھی بدنام ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ عاصمہ جہانگیر پوری دنیا میں مسلمان اور پاکستانی عورت کی حیثیت سے پہچانی جاتی ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کمزور اور بے سہارا عورتوں، بچوں اور سیاسی قیدیوں پر ڈھائے جانے والے ظلم کے خلاف جہاد کرنے کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ ڈاکٹر مبشر حسن نے کہا کہ عاصمہ جہانگیر پر الزامات لگانے والوں کو پہلے حقائق ضرور معلوم کرنے چاہئیں۔ انہوں نے جامعہ اشرفیہ میں ہونے والے اجلاس کے شرکاء سے اپیل کی کہ وہ عاصمہ جہانگیر کے خلاف دستاویز پر دستخط واپس لیں۔"

یادش بخیر! ڈاکٹر مبشر حسن صاحب اس قومی اسمبلی کے معزز رکن رہ چکے ہیں جس نے ۱۹۷۴ء میں طویل بحث و تحقیق کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ "قادیانی مذہب" "دین اسلام" سے بالکل مختلف نیا مذہب ہے اور اس مذہب کے پیروکار مسلمانوں سے مختلف نئی امت اور غیر مسلموں کی صف میں شامل ہیں۔ عاصمہ جہانگیر کا اعتراف اخبارات میں نمایاں فخریہ انداز میں شائع ہو چکا ہے کہ وہ لبرل مسلمان ہیں اور ان کے شوہر قادیانی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو شاید یہ بھی معلوم ہے کہ مرزا طاہر سمیت تمام قادیانی پاکستان سے باہر ہر جگہ اپنا تعارف "احمدی مسلمان" کے عنوان سے پیش کرتے ہیں۔ اگر پوری قادیانی جماعت (قادیانی لاہوری گروپوں) کے غیر مسلم قرار پانے سے اسلام دنیا بھر کے سامنے غلط انداز میں پیش نہیں ہوا اور اسلام کو نقصان پہنچنے کے بجائے نئی قوت استدلال حاصل ہوئی تو قادیانی شوہر کے ساتھ تعلق زوجیت رکھنے والی ایک لبرل مسلمان کہلانے والی عورت کا حقیقی روپ دنیا کو دکھانے سے اسلام بدنام ہو جائے گا؟ کیا نرالی منطق ہے!

"دنیا بھر" کہہ کے ڈاکٹر صاحب غالباً" امریکہ اور ممالک یورپ ہی کی طرف نظر لے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب جیسی جہاں دیدہ اور تعلیم یافتہ شخصیت کے بارے میں یہ رائے شاید درست نہ ہو کہ مغرب کے سیاسی غلبے اور مغربی تہذیب کے قریب سے مطالعہ کے باوجود اقوام مغرب کے تاریخی پس منظر سے تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔

اٹھارہویں صدی میں مغربی اقوام نے تاجروں کے بھیس میں اسلامی دنیا پر تسلط حاصل کیا۔ ہسپانیہ کا خونی ڈرامہ تاریخ کا ایک مستقل باب ہے تاہم اپنے تسلط کے دور میں تقریباً" دو سو سال تک اسلامی دنیا پر چنگیزیت کو شرما دینے والے مظالم ڈھانے کے مجرم یورپی ممالک کے عوام اور ان کے حکمران

آج کل "انسانی حقوق" فوبیا کا شکار نظر آتے ہیں۔ جنگ عظیم اول اور دوم میں کروڑوں انسانوں کو کیڑوں مکوڑوں کی طرح بارود کی آگ میں بھسم کردینے والی جن یورپین اقوام نے گزشتہ نصف صدی سے ایشیا' افریقہ کے کتنے علاقوں کو جہنم زار بنا رکھا ہے آج انسانی حقوق کا پھریرا لے کر تیسری دنیا کے گلی کوچوں میں صدائے حقوق کے راگ الاپتی پھر رہی ہیں۔ ویت نام' افغانستان' عراق فلسطین' اریٹریا' صومالیہ وغیرہ ممالک کے عوام پر بربریت کے زخم ابھی مندمل نہیں ہوئے ہیں۔ چیچنیا' بوسنیا' اور وسط ایشیا کی ریاستوں کے عوام کو جس چکی سے گزارا جارہا ہے یہ کوئی راز کی بات نہیں رہی ان یورپی اقوام کو "انسانی حقوق" کی پامالی کا یکایک درد آخر کیوں بے کل کئے دے رہا ہے؟ جواب اس کا نہایت مختصر ہے کہ اقوام یورپ کو مکافات عمل سے گزرنے کی فکر لاحق ہوگئی اور مسلمانوں کی بیداری نے ان پر خوف طاری کردیا ہے کہ مظلوم اقوام ظلم کا بدلہ چکانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوں گی افغانستان میں زخمی روسی عفریت کی چنگھاڑ برابر سنائی دے رہی ہے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ انسانی حقوق کے من گھڑت تشریحی پروپیگنڈے سے فضا کو بھر دیا جائے اور بیداری کی ہر لہر پر انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا الزام عائد کرکے فوراً" دبانے کی کوشش کی جائے۔ اقوام متحدہ جو در حقیقت یورپین اقوام کی بربریت کا محافظ ادارہ ہے' اس کے تحت تحفظ انسانی حقوق کے مختلف شعبے قائم کرکے دنیا بھر کے ممالک میں مقامی لوگوں کی ایسی جعلی انجمنوں کا جال بچھادیا گیا جو یورپ سے پھونکی جانے والی بے سری آواز کو گلیوں محلوں تک خوشنما پیرایہ میں نشر کرنے کا فریضہ انجام دیتی ہیں۔ "انسانی حقوق" کا تحفظ ان انجمنوں کے کارندوں کا اٹھتے بیٹھتے وظیفہ بن چکا ہے۔ اخباری اطلاع کے مطابق پاکستان میں تقریباً" دس ہزار انجمنیں غیر ملکی سرمائے کے بل بوتے پر غیروں کے مقاصد کے لئے کام کررہی ہیں۔ حکومت ایسی انجمنوں کی سرگرمیوں کی طرف متوجہ ہوئی تو باہر والوں نے آنکھیں دکھائیں کہ خبردار ان کی طرف تو دیکھنا بھی منع ہے۔ پاکستان میں انسانی حقوق کی انجمنیں بھی اس زمرے میں شامل ہیں جو غیر ملکی سرمائے سے غذا حاصل کرتی ہیں۔ معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا ہر فرد اندازہ کرسکتا ہے کہ غیروں کے نمک خوار کس کے وفادار ہوں گے۔

بدنام زمانہ خاتون وکیل عاصمہ جہانگیر' اسلام اور شعائر اسلام کی توہین کرکے مسلمانوں کی دل آزاری کرنے والے بدبختوں کی وکالت کے عنوان سے عالمی شہرت حاصل کرچکی ہیں۔ اب "قحبہ چوں پیر شدی" کا ایک نیا فریضہ اپنے اوپر عائد کرلیا ہے کہ مسلمان لڑکیوں کو حسین مستقبل کے سبز باغ دکھا کر ایسے نوجوانوں سے مراسم پیدا کئے جاتے ہیں جو اسلام اور مسلمانی سے دامن چھڑا چکے ہوتے ہیں' اسی غرض سے ہی غالباً" "دستک" نامی ادارہ کی بنیاد رکھی گئی۔ قطع نظر اس سے کہ عاصمہ جہانگیر کون ہے اور اس کا شوہر قادیانی ہے اور عاصمہ کی وکالت مسلمانوں کی دل آزاری کرنے والوں ہی کے لئے کیوں مخصوص ہے' ہم ڈاکٹر صاحب' عاصمہ صاحبہ اور انسانی حقوق کے علمبردار دیگر اداروں کے کارپردازوں کے ضمیر سے صرف یہ سوال کرتے ہیں کہ چوروں' ڈاکوؤں' لٹیروں (عصمت و مال کے ہوں یا دین و ایمان کے) دہشت گردوں' رسالت و شعائر اسلام کی توہین کرنے والے بدبختوں اور اسی قماش کے سب انسانوں کے تو حقوق ہیں جن کی حفاظت کے نام پر شور شرابے سے آسمان سر پر اٹھالیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ کیا اسلام اور مسلمانوں کے بھی کچھ حقوق ہیں جن کی حفاظت بھی تحفظ انسانی حقوق کے زمرے میں آسکتی ہے؟ اپنے مغربی سرپرستوں کے سامنے دبے الفاظ میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے کچھ حقوق طلب کرنے کی ڈاکٹر صاحب عاصمہ صاحبہ اور ان کے ہم مشرب ادارے اپنے اندر جرات پاتے ہیں؟۔۔۔ یقیناً" نہیں! کیوں؟۔۔۔۔ اس لئے کہ نمک خواری کا فطری تقاضا ہے کہ حق نمک ادا کیا جائے مسلمانوں کو حقوق سے عاری قوم گردانا اور باور کرایا جائے۔ اسلام اور اس کے شعائر کی توہین کو وطیرہ بنایا جائے اور اس کے مرتکب بدقماش لوگوں کی وکالت کا فریضہ ادا کرکے ان کو ہیرو کے درجے پر پہنچایا جائے۔ قوم کی بہو بیٹیوں کو ورغلا کر خاندانوں کو ذلت و رسوائی کی چادر اوڑھنے پر مجبور کردیا جائے۔ ریاستی و عدالتی حربوں سے ایسے مکروہ عزائم کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ

ڈاکٹر مبشر' عاصمہ جہانگیر صاحبہ اور ان کے ہم مشرب "انسانی حقوق" کے نام نہاد رکھوالوں کی خدمت میں ہماری مودبانہ گزارش ہے کہ مسلمان بے عمل ہو تب بھی مسلمان ہے۔ سویا ہوا شیر بیدار بھی ہوسکتا ہے اس کی خوابیدگی کسی غلط فہمی کو جنم دینے کا باعث نہیں ہونی چاہئے۔ مشرق مغرب نہیں ہوسکتا' مغربی دیوثیت کو مشرق گوارا کرلے' ایسی سوچ جنت الحمقاء کے باسیوں کی ہی ہوسکتی ہے۔ آپ لوگوں کی روش نت نئے فساد اور قتل و غارت کا ہی پیش خیمہ ہوسکتی ہے اور سرپرستوں کی نظر میں شاید ادائیگی حق نمک خواری کا یہی مفہوم ہے؟

حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدارِ کفر و ایمان ضروریاتِ دین ہیں

آنجناب تحریر فرماتے ہیں:

"جس مسئلہ کا قرآن میں کوئی تذکرہ نہ ہو وہ عقائد و ایمانیات کا مسئلہ ہرگز نہیں ہو سکتا' اور اسی وجہ سے وہ مدار کفر و ایمان نہیں ہو سکتا۔"

چونکہ یہ فقرہ پہلی دو **تنقیحات** کا نتیجہ ہے' اس لئے گزشتہ **تنقیحات** کے ذیل میں جو کچھ لکھ چکا ہوں اس پر غور فرمالینا کافی ہوگا' تاہم "مدار کفر و ایمان" کی وضاحت کے لئے چند نکات عرض کرتا ہوں' واللہ الموفق۔

۱ ـــــ آنجناب کے خیال میں مدار کفر و ایمان صرف وہ مسئلہ ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہو' کہ اس پر ایمان لانا ضروری ہے' اور اس کا انکار کفر ہے۔ بخلاف اس کے جو مسئلہ قرآن کریم میں صراحتاً" مذکور نہیں' نہ اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے' اور نہ اس کا انکار کرنا کفر ہے' مگر جناب کا یہ خیال صحیح نہیں کیونکہ مدار کفر و ایمان کسی مسئلہ کا قطعی ثبوت ہے' پس دین اسلام کی جو باتیں قطعی ثبوت کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں ان کا ماننا شرط ایمان ہے اور ان میں سے کسی کا انکار کرنا کفر ہے۔

۲ ـــــ کسی چیز کا قطعی یقین حاصل ہونے کے عقلاً" دو طریقے ہیں:

اول یہ کہ آدمی اپنی آنکھوں سے کسی چیز کو دیکھ لے یا خود اپنے کانوں سے کسی بات کو سن لے تو اس کا قطعی یقین حاصل ہو جاتا ہے۔

دوم یہ کہ خبر متواتر کے ذریعہ ہمیں وہ بات پہنچی ہو' یعنی کسی بات کو اس قدر کثیر التعداد لوگوں نے نقل کیا کہ عقل یہ تسلیم نہیں کرتی کہ ان سب لوگوں نے جھوٹ پر اتفاق کرلیا ہوگا' مثلاً" لندن یا نیویارک کا شہر بہت سے لوگوں نے نہیں دیکھا ہوگا لیکن ان کو بھی ان دونوں شہروں کا اتنا ہی یقین ہے جتنا کہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھنے والوں کو۔ جب کوئی خبر نقل متواتر کے ذریعے ہم تک پہنچے تو ہمیں اس کا ایسا ہی یقین حاصل ہو جاتا ہے جیسا کہ آنکھوں دیکھی چیز کا' اور کانوں سنی بات کا۔

۳ ـــــ جن لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ کے ارشادات بالمشافہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے سنے ان کے لئے تو آنحضرت ﷺ کی ایک ایک بات قطعی و یقینی ہے' آپ ﷺ کی ہر بات کو ماننا شرط ایمان' اور کسی ایک بات کا انکار کرنا کفر ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے ۲۳ سالہ دور نبوت میں ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا کہ کسی مسلمان نے یہ کہا ہو کہ جو بات آپ قرآن کے حوالے سے بیان فرمائیں اس پر تو ہم ایمان لاتے ہیں' اور جو بات آپ ﷺ قرآن سے باہر بیان کرتے ہیں ہم اس کو نہیں مانتے۔

۴ ـــــ جو لوگ آنحضرت ﷺ کے بعد آئے انہوں نے نہ آنحضرت ﷺ کو دیکھا' نہ آپ ﷺ کی زبان سے قرآن کریم کو سنا' اور نہ آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کی کوئی بات براہ راست آپ ﷺ سے حاصل کی۔ ان کو آنحضرت کی نبوت' آپ ﷺ کا لایا ہوا قرآن' اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی ایک ایک بات نقل و روایات کے ذریعہ پہنچی' پس بعد والوں کے لئے ان تمام چیزوں کے ثبوت کا مدار نقل و روایت پر ٹھہرا۔

۵ ـــــ پس دین اسلام کی جو باتیں نقل متواتر کے ذریعہ ہم تک پہنچیں' وہ ہمارے لئے اتنی ہی قطعی و یقینی ہیں گویا ہم نے خود آنحضرت ﷺ کی زبان وحی ترجمان سے ان کو سنا ہے' ایسی تمام چیزیں جو نقل متواتر کے ذریعہ ہمیں پہنچی ہیں ان کو "ضروریات دین" کہا جاتا ہے۔ ان تمام "ضروریات دین" کو ماننا شرط ایمان ہے اور ان میں سے کسی ایک بات کا انکار کرنا کفر ہے۔

آپ ذرا غور و فکر سے کام لیں گے تو واضح ہوگا کہ خود قرآن کریم کا' اور اس کے ایک ایک حرف کا ماننا اور اس پر ایمان لانا بھی ہمارے لئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ یہ نقل متواتر کے ذریعے سے ہم تک پہنچا ہے' اسی طرح دیگر "ضروریات دین" چونکہ نقل متواتر کے ذریعے سے ہم تک پہنچے ہیں' اس لئے ان کا ماننا اور ان پر ایمان لانا بھی لازم ہوگا' کیونکہ اگر اہل تواتر قرآن کریم کے نقل کرنے میں سچے ہیں تو لامحالہ دیگر "ضروریات دین" کے نقل کرنے میں لائق اعتماد ہوں گے۔ اور اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ "ضروریات دین" میں سے کسی ایک

بات کے نقل کرنے میں وہ لائق اعتماد نہیں تو ـــ نعوذ باللہ ـــ وہ قرآن کریم کے نقل کرنے میں بھی لائق اعتماد نہیں رہتے۔

۶ ـــ تواتر کی چار قسمیں ہیں: تواتر لفظی' تواتر معنوی' تواتر قدر مشترک اور تواتر طبقہ عن طبقہ ـــ تواتر کی یہ چاروں قسمیں یقین اور قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں' اور ان کے ذریعہ حاصل ہونے والی خبر قطعی اور یقینی کہلاتی ہے۔ جیساکہ آنکھوں دیکھی اور کانوں سنی چیز' اور بحمد اللہ! کہ دین اسلام کا ایک بڑا حصہ آنحضرت ﷺ سے لے کر آج تک قطعی اور متواتر چلا آرہا ہے۔

۷ ـــ جو خبر کہ درجہ تواتر کو نہ پہنچی ہو وہ "خبر واحد" کہلاتی ہے' اور "خبر واحد" کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ وہ خبر جس کے نقل کرنے والے حفظ و اتقان اور دیانت و امانت کے لحاظ سے لائق اعتماد ہوں' ایسی خبر کو اصطلاحاً "صحیح" کہا جاتا ہے (حدیث حسن بھی اسی میں داخل ہے)۔

۲۔ وہ خبر جس کے نقل کرنے والے مندرجہ بالا صفات میں پوری طرح لائق اعتماد نہ ہوں تاہم ان پر جھوٹ بولنے کی تہمت نہیں' ایسی روایت کو "ضعیف" کہا جاتا ہے۔

۳۔ وہ خبر جس کے نقل کرنے والوں میں سے کسی پر جھوٹ بولنے کی تہمت ہو' یا اسی نوعیت کی کوئی اور جرح ہو' ایسی روایت کو "موضوع" (یعنی من گھڑت) کہا جاتا ہے۔

دین اسلام کی جو باتیں "صحیح" نقل و روایت سے ہم تک پہنچی ہیں اگرچہ وہ ایمانیات میں داخل نہیں' اور نہ ان کو مدار کفر و ایمان قرار دیا جاتا ہے' تاہم وہ واجب العمل ہیں۔ گویا یہ نقل موجب قطعیت نہیں' لیکن موجب عمل ہے۔

"ضعیف" کی روایات نہ موجب یقین ہیں اور نہ موجب عمل۔ البتہ ان کو قطعی طور پر من گھڑت اور موضوع قرار دینا بھی درست نہیں ہے بلکہ بعض موقعوں پر فضائل اعمال میں بشرائط معروفہ ان پر عمل کی گنجائش ہے۔

۸ ـــ دین اسلام کا بیشتر حصہ اخبار صحیحہ و مقبولہ کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے' اور "اخبار آحاد" کا لائق اعتماد ہونا دنیا بھر کی عدالتوں میں اور تمام مہذب معاشروں میں مسلم ہے' جب کہ ان کے نقل کرنے والے لائق اعتماد ہوں' یہاں اس کی وضاحت کے لئے چند مثالیں ذکر کردینا کافی ہے:

○ ایک شخص دوسرے پر ایک لاکھ روپے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کے ثبوت میں دو عادل اور ثقہ گواہوں کی شہادت پیش کردیتا ہے' مدعا علیہ ان گواہوں کی دیانت و امانت پر کوئی جرح نہیں کرتا۔ عدالت ان دو گواہوں کی شہادت پر اعتماد کرتے ہوئے مدعا علیہ کے خلاف ڈگری صادر کردے گی۔

○ کسی مقتول کا وارث کسی شخص پر اس کے قتل کا دعویٰ کرتا ہے' اور اس دعویٰ کے ثبوت میں دو لائق اعتماد اور ثقہ گواہ پیش کردیتا ہے' اور وہ چشم دید گواہی دیتے ہیں کہ اس شخص نے ہمارے سامنے اس مقتول کو قتل کیا تھا' مدعا علیہ ان گواہوں کی دیانت و امانت کو چیلنج نہیں کرسکتا' تو عدالت ان دو گواہوں کی شہادت پر مدعا علیہ کے خلاف فیصلہ کرے گی۔

○ ایک شخص کسی خاتون پر دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اس کی بیوی ہے اور اپنے دعویٰ پر نکاح کے دو گواہ پیش کردیتا ہے' وہ خاتون ان گواہوں کی دیانت و امانت پر جرح نہیں کرسکتی تو عدالت اس نکاح کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگی۔

میں نے یہ تین مثالیں ذکر کی ہیں' ایک مال سے متعلق ہے' دوسری جان سے' اور تیسری عزت و ناموس سے ـــ گویا دنیا بھر کی عدالتیں جان و مال اور عزت و آبرو کے معاملات میں "خبر واحد" پر اعتماد کرتی ہیں' اور دنیا بھر کا نظام عدل "خبر واحد" کو لائق اعتماد قرار دینے پر قائم ہے۔

۹ ـــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ "خبر واحد" کو لائق اعتماد اور واجب العمل قرار دیتے تھے۔ اس کی چند مثالیں عرض کرتا ہوں:

○ آنحضرت ﷺ نے بے شمار صحابہ کرامؓ کو دعوت اسلام کے لئے بھیجا' بہت سے لوگ ان کی دعوت پر مشرف باسلام ہوئے مگر کسی نے یہ نکتہ نہیں اٹھایا کہ اس مبلغ کی خبر "خبر واحد" ہے' لہٰذا لائق اعتبار نہیں' نہ اس کی خبر پر عمل کرنا ضروری ہے۔

○ آنحضرت ﷺ نے بہت سی جگہ صدقات وصول کرنے کے لئے عاملین کو بھیجا۔ وہ ان علاقوں میں گئے اور صدقات وصول کرکے لائے' مگر کسی نے یہ اعتراض نہیں کیا کہ یہ عامل صاحب فرد واحد ہیں' ان کی خبر کا کیا اعتبار؟

○ آنحضرت ﷺ نے متعدد صحابہ کرامؓ کو حاکم کی حیثیت سے بھیجا' اور ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے بھیجے ہوئے حاکموں کو بسرو چشم قبول کیا' اور کسی نے یہ سوال نہیں اٹھایا کہ ان صاحب کا یہ کہنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا بھیجا ہوا حاکم ہوں' خبر واحد ہے' اور خبر واحد لائق اعتماد نہیں۔

○ آنحضرت ﷺ نے شاہان عالم اور رئیسان ممالک کے نام گرامی نامے تحریر فرمائے اور ان کو اپنے معتمد صحابہ کرامؓ کے ہاتھ بھیجا' جن لوگوں کے پاس یہ گرامی نامے پہنچے انہوں نے ان پر اپنے رد عمل کا اظہار کیا' مگر کسی کے ذہن میں یہ نکتہ نہیں آیا کہ اس خط کا لانے والا فرد واحد ہے' اور "خبر واحد" لائق اعتبار نہیں۔

ان اجمالی اشارات سے واضح ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے خبر واحد کو حجت ملزمہ

قرار دیا۔ علاوہ ازیں قرآن کریم بھی "خبر واحد" کو حجت قرار دیتا ہے' مگر چونکہ بحث غیر ضروری طور پر پھیل رہی ہے' اس لئے تفصیل کو چھوڑتا ہوں۔

مندرجہ بالا نکات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

○ پورے دین کا مدار نقل و روایت پر ہے۔

○ دین اسلام کا جو حصہ نقل متواتر سے پہنچا اس کا ثبوت قطعی و یقینی ہے' اس کو ماننا شرط ایمان ہے۔ اور اس میں سے کسی چیز کا انکار کفر ہے۔

○ اگر متواترات دین کا اعتبار نہ کیا جائے تو قرآن کریم کا ثبوت بھی ممکن نہیں۔

○ اخبار صحیحہ و مقبولہ کے ذریعہ جو کچھ پہنچا وہ واجب العمل ہے۔

○ البتہ اخبار ضعیفہ پر عمل نہیں کیا جاتا' نہ اخبار موضوعہ پر۔

اس تمام تفصیل کو نظر انداز کرکے تمام روایات کو ایک ہی ڈنڈے سے ہانکنا اونٹ اور بلی کو ایک ہی زنجیر سے باندھنے کے مترادف ہے' ظاہر ہے کہ یہ صحت فکر کے منافی ہے۔

۱۰ ____ آیئے! اب قرآن کریم کی روشنی میں اس پر غور کریں کہ جو چیز قرآن کریم میں مذکور نہ ہو' آیا وہ مدار کفر و ایمان ہو سکتی ہے یا نہیں؟

○ قرآن کریم نے بار بار اقامت صلوٰۃ کا حکم فرمایا ہے' مگر یہ تفصیل ذکر نہیں فرمائی کہ دن میں کتنی نمازیں پڑھی جائیں؟ کن کن وقتوں میں پڑھی جائیں؟ اور ہر نماز کی کتنی رکعتیں پڑھی جائیں؟ یہ تمام چیزیں آنحضرت ﷺ کی سنت متواترہ سے ثابت ہیں' آنحضرت ﷺ کے دور مسعود سے لے کر آج تک ہر دور اور ہر زمانے میں جس طرح امت نے آنحضرت ﷺ کی نبوت اور آپ ﷺ کی کتاب کو نقل کیا ہے' اسی طرح نماز پنج گانہ کو' ان کی تعداد رکعات کو' اور ان کے اوقات و شرائط کو بھی نقل کیا ہے' چونکہ یہ تمام چیزیں نقل متواتر سے ثابت ہیں اس لئے ان کو ماننا شرط ایمان ہے' اور ان کا انکار قطعی کفر ہے' اور یہ ایسا ہی کفر ہے جیسے کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی نبوت کا یا آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب کا انکار کر ڈالے۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں جس تواتر سے ثابت ہیں اسی تواتر سے نماز پنج گانہ بھی ثابت ہے' اور جو چیزیں تواتر سے ثابت ہوں ان میں سے کسی ایک چیز کا انکار تمام متواترات کا انکار ہے' چنانچہ قرآن کریم نے بھی اس کو کافروں کے جرائم میں نقل کیا ہے' سورہ مدثر میں ارشاد ہے کہ "جب کافروں سے پوچھا جائے گا کہ تم کو دوزخ میں کس چیز نے داخل کیا؟ وہ جواب دیں گے:

لم نک من المصلین۔ ترجمہ۔۔۔ "ہم نہیں نماز پڑھنے والوں میں۔"

یعنی کفار یہ اقرار کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جو نماز مسلمانوں کو تعلیم فرمائی ہم اس کے قائل نہیں تھے' اس سے ثابت ہوا کہ نماز پنج گانہ پر ایمان لانا فرض ہے' اور اس کا انکار کفر ہے کیونکہ اگر اس نماز پر ایمان لانا ضروری نہ ہوتا تو قرآن کریم اس کو کفار کے اقرار کفر میں کیوں نقل کرتا؟

○ اسی طرح قرآن کریم نے زکوٰۃ کا حکم فرمایا' لیکن زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے؟ کن کن مالوں پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی اور مقدار زکوٰۃ کتنی ہے؟ یہ ساری تفصیلات رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائیں جو امت میں تواتر کے ساتھ منقول ہیں۔ اب اگر کوئی شخص اس زکوٰۃ کا منکر ہو وہ مسلمان نہیں ہوگا' قرآن کریم کا فتویٰ سنیئے!

وویل للمشرکین○ الذین لایؤتون الزکوٰۃ وھم بالاٰخرۃ ھم کافرون○

(حم السجدہ:۶،۷)

ترجمہ۔۔۔۔۔ "اور ایسے مشرکوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہی رہتے ہیں۔"

○ اسی طرح قرآن کریم نے حج کی فرضیت کو ذکر فرمایا' لیکن حج کس طرح کیا جائے؟ کس طرح احرام باندھا جائے' کس طرح دیگر مناسک ادا کئے جائیں؟ یہ تمام تفصیلات رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول و عمل سے ارشاد فرمائیں' اور یہ طریقہ حج آنحضرت ﷺ سے لے کر آج تک امت میں متواتر چلا آیا ہے' اگر کوئی شخص حج کے ان متواتر افعال کا منکر ہو وہ مسلمان نہیں ہوگا' چنانچہ قرآن کریم نے فرضیت حج کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

ومن کفر فان اللہ غنی عن العلمین○

(آل عمران:۹۷)

ترجمہ۔۔۔ اور جو شخص منکر ہو تو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے غنی ہیں۔ اور جو شخص آنحضرت ﷺ کے تعلیم کردہ حج کا منکر ہو وہ کافر ہے"۔

ان مثالوں سے واضح ہوا کہ جو شخص متواترات دین کا منکر ہو وہ مسلمان نہیں' خواہ وہ قرآن کریم میں مذکور ہوں یا قرآن کریم سے باہر کی چیز ہوں۔

۱۱ ____ اس پر بھی غور فرمایئے کہ قرآن کریم ان چیزوں میں بھی آنحضرت ﷺ کی اطاعت کو شرط ایمان قرار دیتا ہے جو قرآن کریم میں مذکور نہیں' چنانچہ سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہے:

وماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم' ومن یعص اللہ و رسولہ' فقد ضل ضلالاً مبیناً○

(الاحزاب:۳۶)

ترجمہ "___ اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں' جب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ﷺ) کسی کام کا حکم دے دیں کہ ان کو ان کے کسی کام کا کوئی اختیار ہے' اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں جا پڑا!"

(ترجمہ۔۔۔۔۔ حضرت تھانوی)

اس آیت شریفہ میں چند امور توجہ طلب ہیں:

○ یہ آیت شریفہ ایک خاص واقعہ سے متعلق ہے' وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت زید ؓ کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش ؓ سے کرنا چاہا' چونکہ حضرت زید ؓ عام لوگوں میں غلام مشہور ہوچکے تھے' اس لئے حضرت زینب ؓ اور ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش ؓ نے اس رشتہ کی منظوری سے عذر کیا' اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو یہ حضرات سمع وطاعت بجالائے۔

(بیان القرآن)

○ کسی لڑکی کا نکاح کہاں کیا جائے اور کہاں نہ کیا جائے؟ یہ ایک خالص ذاتی اور نجی معاملہ ہے' جو لڑکی اور اس کے اولیاء کی رضا پر موقوف ہے' لیکن اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کسی کے ایسے ذاتی اور خالص نجی معاملہ میں کوئی حکم صادر فرمادیں تو ان کے حکم کی تعمیل واجب ہوجاتی ہے۔

○ آنحضرت ﷺ نے جو حکم فرمایا تھا کہ حضرت زینب ؓ کا نکاح حضرت زید ؓ سے کردیا جائے اس کے بارے میں قرآن کریم کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی تھی' بلکہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ نے وحی خفی کے ذریعہ ذاتی طور پر ارشاد فرمایا تھا' لیکن اللہ تعالیٰ اس کو "اللہ و رسول کا حکم" قرار دیتے ہیں' اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی جانب سے جو حکم بھی صادر ہو وہ "اللہ و رسول کا حکم" ہے' اور اہل اسلام پر اس کی تعمیل واجب ہے' آنحضرت ﷺ کی زبان سے حکم صادر ہونے کے بعد اس کو قرآن کریم میں ڈھونڈنا' اور اگر وہ قرآن کریم میں نہ ملے تو اس کے ماننے سے انکار کردینا غیر دانشمندی کا ایسا مظاہرہ ہے' جس کی قرآن کریم اجازت نہیں دیتا۔

○ قرآن کریم نے اس حکم کی ابتداء اس عنوان سے فرمائی کہ "کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کے لئے گنجائش نہیں" اس عنوان سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے احکام و فرامین کی تعمیل مقتضائے ایمان ہے اور ان سے انحراف تقاضائے ایمان کے منافی ہے۔

○ آخر میں فرمایا کہ "جو شخص اللہ و رسول کے حکم کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں جاپڑا" اگر کوئی شخص اللہ و رسول کے حکم کو واجب التعمیل سمجھنے کے باوجود نافرمانی کرتا ہے تو یہ عملی گمراہی درجۂ فسق میں ہوگی' اور اگر اللہ و رسول کے حکم کو واجب التعمیل ہی نہیں سمجھتا تو صریح گمراہی درجہ کفر میں ہوگی' اور آیت شریفہ میں صریح گمراہی سے یہی مراد ہے۔ واللہ اعلم

○ اس آیت شریفہ سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے صریح حکم کو قبول کرنا (خواہ قرآن کریم میں مذکور نہ ہو) ایمان ہے' اور اس سے انحراف کرنا کفر ہے۔

۱۲ ـــــ سورۃ النساء میں ارشاد ہے:

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ' ومن تولٰی فما ارسلناک علیھم حفیظا۔

(النساء ۸۰)

ترجمہ ـــــ جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی' اور جو شخص (آپ ﷺ کی اطاعت) سے روگردانی کرے سو (آپ ﷺ کچھ غم نہ کیجئے' کیونکہ) ہم نے آپ ﷺ کو ان کا نگران کرکے نہیں بھیجا (کہ آپ ﷺ ان کو کفر نہ کرنے دیں)"۔

(بیان القرآن)

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی اطاعت بعینہٖ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے' کیونکہ آنحضرت ﷺ وحی الٰہی کے ترجمان ہیں' لہٰذا آنحضرت ﷺ کی اطاعت کا التزام شرط ایمان ہے' اور آپ ﷺ کی اطاعت سے انحراف کفر ہے' لہٰذا مدار کفر و اسلام یہ نہیں کہ وہ مسئلہ قرآن کریم میں مذکور ہے یا نہیں' بلکہ آنحضرت ﷺ کی اطاعت کا التزام مدار ایمان اور اس سے انحراف موجب کفر ہے۔

۱۳ ـــــ قرآن کریم میں' آنحضرت کی اطاعت سے انحراف کرنے والوں کو منافق قرار دیا گیا ہے' چنانچہ سورہ النساء کے نویں رکوع میں ان منافقین کا تذکرہ ہے جو آنحضرت ﷺ کے فیصلے سے انحراف کرتے تھے' اسی ضمن میں فرمایا:

واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللّٰہ والی الرسول رایت المنافقین یصدون عنک صدودا○ (۶۱)

ترجمہ ـــــ "اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور رسول کی طرف تو آپ ﷺ منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ وہ آپ' سے پہلو تہی کرتے ہیں"۔

(ترجمہ حضرت تھانوی ؒ)

معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے حکم سے پہلو تہی کرنے والے منافق ہیں۔

اسی ضمن میں یہ بھی ارشاد فرمایا:

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ

ترجمہ ـــــ "اور ہم نے تمام پیغمبروں کو خاص اسی واسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی ان کی اطاعت کی جائے"۔

(ترجمہ حضرت تھانوی)

اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ آنحضرت ﷺ کی اطاعت سے منحرف ہیں وہ در حقیقت آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کے منکر ہیں۔

نیز اسی ضمن میں فرمایا:

فلا وربک لا یؤمنون حتٰی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما○

ترجمہ ـــــ "پھر قسم ہے آپ ؐ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ ؐ سے فیصلہ کرادیں' پھر آپ ؐ کے فیصلے سے اپنے دلوں

میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کریں۔
(ترجمہ حضرت تھانوی)

معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے ہر فیصلے کو دل و جان سے قبول کرلینا شرط ایمان ہے' اور آنحضرت ﷺ کے فیصلوں کو قبول کرنے سے انحراف کرنا کفر و نفاق ہے۔

اسی طرح سورہ توبہ' سورہ محمد اور دیگر سورتوں میں منافقین کے کفر و نفاق کو بیان فرمایا گیا ہے' جو زبان سے تو توحید و رسالت کا اقرار کرتے تھے' لیکن چونکہ ان کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا تھا اس لئے آنحضرت ﷺ کی فرمانبرداری سے پہلو تہی اور انحراف کرتے تھے' حق تعالیٰ شانہ نے ان کے اس منافقانہ کردار کی بار بار مذمت فرمائی۔

پس ایک مومن کا شیوہ یہ ہے کہ جب اس نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) کا دل و جان سے اقرار کرلیا تو ہر بات میں آنحضرت ﷺ کی اطاعت کا بھی التزام کرے' بخلاف اس کے کہ جو شخص زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار تو کرتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ ہمارے ذمہ صرف قرآن کریم کا ماننا لازم ہے' اس کے علاوہ آنحضرت ﷺ کی کسی بات کا ماننا ہمارے ذمہ لازم نہیں' ایسا شخص منصب رسالت سے ناآشنا ہے' اس نے رسول کی حیثیت و مرتبہ ہی کو نہیں سمجھا' اور نہ رسول اور امتی کے باہمی ربط و تعلق کو جانا' یہ شخص درحقیقت آنحضرت ﷺ کی رسالت و نبوت پر ایمان ہی نہیں رکھتا' اگر یہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہوتا تو اس کا شمار مسلمانوں کے بجائے منافقین کی صف میں ہوتا۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

دینِ اسلام اور اُس کے دشمن؟

مولانا عبداللطیف مسعود (ڈسکہ)

اسلام سراپا امن و سلامتی اور عدل و انصاف کا عالمگیر پیغام حیات ہے جس میں کسی قسم کی ناانصافی' حق تلفی' جبر و تشدد اور استحصال و تعصب کا نام و نشان نہیں ہے اس کی بنیاد ہی عبودیت الٰہی اور احترام انسانیت پر رکھی گئی ہے۔

اس پیغام حق کو پیش فرمانے والی ہستی محسن انسانیت' رحمت کائنات خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی قدر ہے۔ جس نے اس عظیم الشان پیغام کو اپنے عملی کردار کی صورت میں پیش فرمایا جس میں آپ کی ذات اقدس' تمام قائدین تاریخ عالم سے منفرد ہے' آپ نے جہاں تمام مذہبی اور سیاسی معبودان باطل کو معطل کرکے خدائے واحد برحق کی الوہیت کا سکہ قائم فرمایا وہاں نوع انسانی کو ہمہ قسم کی تمدنی معاشرتی اور رنگ و نسل کی مصنوعی گروہی پابندیوں سے نجات دلا کر ایثار و ہمدردی سے بھرپور منصفانہ اخوت و اتحاد سے مالا مال کردیا۔

آپ نے انسانیت کو سیاسی اور مذہبی ظالمانہ اور غیر منصفانہ غلامی اور بندگی سے نجات دلا کر خدائے واحد کی روح پرور عبودیت اور امن بخش اطاعت شعاری کے جذبہ سے سرشار کردیا۔

آپ کی ذات اقدس نے انسان کے فطری بنیادی حقوق متعین فرما کر ان کی اہمیت و عظمت کو نہایت اعلیٰ اور موثر ترین انداز میں قائم فرمادیا۔ جس کے بعد کسی فرد کو دوسرے فرد کی طرف سے کسی قسم کے ظلم و ناانصافی اور دل آزاری کا کوئی خطرہ نہ رہا۔

آپ کی ذات گرامی نے تمام انسانیت کی تمام شعبہائے حیات میں عالمگیر اور ہمہ گیر سطح پر نتیجہ خیز راہنمائی فرما کر ایک خدا پرست اور اخوت و ہمدردی سے سرشار مہذب ترین معاشرہ قائم فرمادیا۔

آپ کی ذات عالی نے کسی انسانی فرد یا طبقہ کی حکمرانی کی بجائے خالق کائنات اور معبود برحق کی رحیمانہ اور منصفانہ حکمرانی کا نظریہ صرف پیش ہی نہیں فرمایا بلکہ اسے عملی طور پر قائم بھی فرمادیا جس کے بابرکات ثمرات سے تمام اقوام عالم برابر مستفید ہوتی رہیں آپ کی تعلیمات' ہر قسم کی مذہبی' سیاسی' علاقائی اور رنگ و نسل کے تعصب اور جانبداری سے قطعاً" مبرا اور پاک ہیں جبکہ دیگر کوئی بھی تعلیم اور نظریہ یہ منظر پیش نہیں کرسکا اور نہ کرسکتا ہے۔

آپ کے پیش فرمودہ عقائد و نظریات اور اصول و ضوابط دیگر مذاہب کے بالمقابل ہمہ قسم کی غیر معقولیت توہم پرستی سے پاک اور عقل و فطرت سلیمہ کے عین مطابق اور ہر دور اور ماحول میں یکساں لائق قبول اور قابل عمل ہیں ----- اس لئے پوری انسانیت کو موجودہ تمام پیش آمدہ مسائل و مصائب سے بچنے اور نجات حاصل کرنے اور ایک پرامن متحدہ عالمگیر معاشرہ قائم کرنے کے لئے آپ کے دامن بابرکات سے وابستگی ناگزیر ہے۔ لہٰذا ہم بصد وثوق و مسرت اقوام عالم کو اس مینارہ نور اور چشمہ آب حیات کی طرف سمت آنے کی پر زور اپیل اور دل سوزی کے ساتھ دعوت پیش کرتے ہیں اور پھر ہم اس محسن انسانیت ﷺ کی عظمت و

جلال کے تحفظ اور بقا کے لئے بھی نہایت غیور اور حساس ہیں اور اس کے تقاضے میں ہم آپ کی ذات اقدس اور آپ کے پیغام برحق کے منافی اور خلاف کسی قسم کے قول و فعل کو ہرگز برداشت نہیں کرسکتے کیونکہ اس طرح انسانی فلاح و بہبود اور سعادت و کامرانی کی منزل نظروں سے اوجھل ہوجاتی ہے۔ اس لئے ہم

ملکی اور عالمگیر سطح پر توہین رسالت کے قانون کے فوری اور موثر ترین نفاذ کا پرجوش مطالبہ کرتے ہیں۔

اور حقوق انسانی کے سلسلہ میں اختلاف رائے کے علاوہ دشنام بازی اور توہین و تحقیر کو نہایت غیر معقول قرار دے کر اس کی شدید مذمت اور پرزور مخالفت کرتے ہیں۔

نیز ملکی اور غیر ملکی مخالف اسلام بالخصوص مسیحی تنظیموں کی تمام پرتعصب کارروائیوں کو نہایت غیر معقول قرار دے کر ان کو شدید نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

پچھلے دنوں جرمن صدر کے دورہ پاکستان کے دوران ہمارے اس ملکی اور مذہبی قانون (توہین رسالت) کی منسوخی کے مطالبہ کو اپنے مذہبی اور ملکی معاملات میں ناروا مداخلت تصور کرتے ہیں جو کہ عالمی حقوق چارٹر کے بھی خلاف ہے نیز جرمن کی ایک مسیحی تنظیم کی ہمارے ملکی قانون کے خلاف عوامی دستخطوں کی غیر معقول مہم کو بھی مذہبی معاملات میں مداخلت اور ملت اسلامیہ کی آزادی رائے کے خلاف قرار دے کر اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔

اس تنظیم نے ایک مہم اور تحریک کے تحت اٹھاسی ہزار عوامی دستخطوں کا ایک ضخیم پلندہ تیار کرکے پاکستانی سفیر کے حوالہ کرتے ہوئے اس قانون کی منسوخی کا مطالبہ کیا ہے اور پھر اس پر مسٹر جان جوزف بشپ آف فیصل آباد کی اس دھمکی کہ ہم یہ قانون ہر حالت میں ختم کرا کے دم لیں گے چاہے ہمیں آگ کا سمندر پار کرنا پڑے) کو غیر معقول عالمی حقوق چارٹر کے خلاف اپنے مذہب' نظریہ پاکستان اور آزادی رائے کے خلاف ہونے کی بنا پر اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں نیز بشپ آف فیصل آباد سے اپنے دائرہ حقوق میں رہنے کی اپیل کرتے ہیں علاوہ ازیں ملک عزیز میں ایک غیر مسلم اقلیت قادیانی گروہ کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور ریشہ دوانیوں کو ملک و ملت کے خلاف قرار دے کر ان کی شدید مذمت کرتے ہیں اور حکومت وقت سے نہایت ہمدردانہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسے تمام ملک و ملت کے مخالف عناصر کو مکمل طور پر کنٹرول کرکے اپنی بیدار مغزی اور ملک دوستی کا ثبوت دیا جائے ایسے عناصر کو تمام کلیدی اور حساس عہدوں سے برطرف کرکے ان کو ان کے حدود اور مناسب رعایات میں رکھا جائے۔

نیز وطن عزیز کی ۹۸ فیصد آبادی (مسلمان) کی دیانتدارانہ نمائندگی کرتے ہوئے ان کو ان کے عقائد و نظریات اور ضابطہ حیات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تمام سہولتیں فراہم کی جائیں تاکہ تمہاری نمائندگی کا حق بھی ادا ہوجائے۔

اسلام دشمن عناصر نے ہمیں یہ نظریہ اور تصور دینے کی کوشش کی ہے کہ مذہب ایک ذاتی اور انفرادی مسئلہ ہے اسے معاشرہ اور سیاست میں نہیں لانا چاہئے اور خود اس کے خلاف مذہبی جنون کی حمایت کرتے ہوئے ہم پر لاتعداد مشنری تنظیموں کو مسلط کررہے ہیں اس لئے ملک عزیز میں اسلامی نظام تعلیم اور ذرائع ابلاغ کو بھرپور فروغ دے کر ان کے اس طلسم کو توڑا جائے تاکہ ہم بھی ایک زندہ اور مہذب ترین قوم بن کر حسب سابق عالم انسانیت کی قیادت اور پیشوائی کرسکیں ہماری ملت کا ایک ایک فرد صرف اور صرف عبودیت الٰہی اور احترام انسانیت کا حامل اور داعی بن جائے۔

وطن عزیز کی سیاست' معاشرت' معیشت' اور تہذیب و ثقافت کو تمام ممکنہ ذرائع و اسباب بروئے کار لاکر دنیائے عالم کی کامل ترین اور جدید ترین تہذیب و ثقافت یعنی محسن کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے پیش فرمودہ نظام حیات کے مطابق کردیا جائے تاکہ دکھی انسانیت اور پریشان حال معاشرہ امن و سکون کی فضا میں زندگی بسر کرسکے۔

خطہ ارضی کے قدیم و جدید تمام دساتیر و قوانین' نظام ہائے حیات' سماجی رسم و رواج اور تمام حقوق چارٹرز کو غیر مفید اور غیر معقول قرار دے کر رہبر کائنات مصلح اعظم اور خاتم المرسلین ﷺ کا حجتہ الوداع کے موقعہ پر پیش فرمودہ عظیم ترین عالمگیر اور ہمہ گیر حقوق چارٹر کو تمام معاشرہ میں نافذ کرکے اپنے مقصد حیات اور سعادت دارین سے ہمکنار کیا جائے۔

رب کریم ہم سب کو اس حقیقت کے سمجھنے اور اپنانے کی توفیق عنایت فرمائے۔

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن لال سٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر ۲۴۵۸۰۳۱

مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری

مرزا غلام احمد قادیانی کی کہانی

تاریخی حقائق کی زبانی

نام اور پیدائش

والدین نے رئیس قادیاں کا نام ابتداء میں دسوندی رکھا تھا۔ (تکذیب براہین احمدیہ' ص ۷۳) لیکن سندھی کے نام سے بھی مخاطب کیے جاتے تھے جو ایک ہندوانہ اور مشرکانہ نام ہے۔ میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے جو مسیح قادیاں کے منجھلے صاحبزادہ ہیں' اس تسمیہ کی یہ وجہ بتائی ہے کہ اس زمانہ میں دستور تھا کہ چھوٹے بچے کو پیار سے سندھی کہہ کر پکارتے تھے کیونکہ جس بچے کے گلے میں سیندھی (فصلی) ڈال کر (غیر اللہ کی) نذر پوری کی جاتی تھی' اس کا نام عموماً سندھی رکھ دیتے تھے (سیرۃ المہدی' مولفہ مرزا بشیر احمد' جلد اول' ص ۳۶) لیکن معلوم نہیں کہ مرزا صاحب کا نام دسوندی یا سندھی سے غلام احمد کب اور کیونکر ہوگیا؟ ممکن ہے کہ مرزا صاحب نے ہوش سنبھالنے کے بعد خود ہی یہ نام تجویز کر لیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ والدین نے رکھا ہو۔ دسوندی بیگ عرف مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں کہ میری پیدائش موضع قادیاں ضلع گورداسپور میں ۱۸۳۹ یا ۱۸۴۰ میں ہوئی اور ۱۸۵۷ کی تحریک آزادی میں میری عمر سولہ یا سترہ سال کی تھی' لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے ۱۸۷۶ میں انتقال کیا (سیرۃ مسیح موعود' مولفہ مرزا محمود احمد صاحب' ص ۱۸) اور خود مرزا غلام احمد صاحب نے لکھا ہے کہ جب میرے والد نے دنیا کو چھوڑا تو اس وقت میری عمر چونتیس یا پینتیس سال کی تھی۔ (کتاب البریہ' ص ۱۵۹) تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کی ولادت ۱۸۴۱ یا ۱۸۴۲ میں ہوئی تھی۔ یہ وہ بحران انقلاب کے دن تھے جبکہ قضا و قدر کا دست کارفرما پنجاب میں سکھوں کی بساط سیاست کو الٹ کر انگریزی حکومت کے قیام کا سامان مہیا کر رہا تھا۔ مسیح قادیاں نے اپنی پیدائش کے متعلق لکھا ہے کہ میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور میرا یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ (اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں سکونت رکھو) جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے' اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی' اس کا نام جنت تھا اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہوگئی تھی۔ پہلے وہ پیٹ میں سے نکلی تھی اور اس کے بعد میں نکلا تھا۔ (تریاق القلوب' مولفہ مرزا غلام احمد صاحب' تبلیغ کلاں' ص ۱۵۷) ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے اس بیان کی تصدیق یا تکذیب تو وہی دائی کر سکتی ہے جس نے مرزا صاحب کو جنایا اور لڑکے لڑکی کو اپنی آنکھوں سے پیدا ہوتے دیکھا۔ اور چونکہ وہ دائی یا اس زمانہ کی دوسری عورتیں آغوش لحد میں جا چکی ہیں' اس لیے توام پیدا ہونے کے متعلق مرزا صاحب کے دعویٰ کی تصدیق یا تکذیب محال ہے۔ تاہم مرزا صاحب کے بے شمار دوسرے من گھڑت افسانوں پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہنا بے جا نہیں کہ توام پیدائش کا قصہ دراصل مرزا صاحب ہی کے مختلہ دماغ کی پیداوار ہے۔

شیخ ابن عربیؒ کی پیشین گوئی کا مصداق

مرزا صاحب کو اس افسانہ تراشی کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ شیخ اکبرؒ نے اپنی کتاب "فصوص الحکم" میں خاتم الاولیاء کی ایک علامت یہ لکھی ہے کہ وہ توام پیدا ہوگا۔ چنانچہ مرزا صاحب شیخ اکبرؒ کی پیشین گوئی کو اپنے اوپر منطبق و چسپاں کرنے کے لیے "تریاق القلوب" میں لکھتے ہیں "شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے فصوص الحکم (فص شیث) میں لکھا ہے کہ آخری کامل انسان ایک لڑکا ہوگا جو چین میں پیدا ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ قوم مغل اور ترک میں سے ہوگا اور ضروری ہے کہ عجم میں سے ہوگا نہ عرب میں سے۔ اور اس کو وہ علوم اور اسرار دیے جائیں گے جو شیثؑ کو دیے گئے تھے اور اس کے بعد کوئی اور ولد نہ ہوگا اور وہ خاتم الاولاد ہوگا یعنی اس کی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ اور اس فقرہ کے یہ بھی معنی ہیں کہ وہ اپنے باپ کا آخری فرزند ہوگا اور اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی جو اس سے پہلے نکلے گی اور وہ اس کے بعد نکلے گا اور اس کا سر اس دختر کے پیروں سے ملا ہوا ہوگا" جیسا کہ میری ولادت اور میری توام ہمشیرہ کی اسی طرح ظہور میں آئی"۔ (تریاق القلوب' مولفہ مرزا غلام احمد صاحب' تبلیغ کلاں' ص ۱۵۸) اب فصوص الحکم کی پیشین گوئی کے اصل الفاظ درج کیے جاتے ہیں تاکہ مرزا صاحب کے دعویٰ کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے۔ شیخ اکبرؒ قرب قیامت کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> وعلی قدم شیث یکون اخر مولود تولد من هذا النوع الانسانی وهو حامل اسراره و لیس بعده ولد فی هذا النوع فهو خاتم الاولاد وتولد معه اخت له فتخرج قبله ویخرج بعدها یکون راسه عند رجلیها ویکون مولده بالصین ولغته لغة بلده ویسری العقم فی الرجال والنساء فیکثر النکاح من غیر ولادة و یدعوهم الی الله فلا یجاب فاذا قبضه الله وقبض مومنی زمانه بقی من بقی مثل البهائم لا یحلون حلالا ولا یحرمون حراما یتصرفون بحکم الطبیعة شهوة مجردة عن العقل والشرع فعلیهم تقوم الساعة۔

شیث علیہ السلام کے قدم پر نوع انسانی کا جو آخری فرزند تولد ہوگا وہ شیث علیہ السلام کے علوم و تجلیات کا حامل ہوگا۔ اس کے بعد بنی نوع انسان میں اس قسم کا کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا۔ پس وہ نوع انسانی کی آخری اولاد ہوگا۔ وہ اور اس کی بہن توام پیدا ہوں گے۔ لڑکی پہلے متولد ہوگی اس کے بعد لڑکا پیدا ہوگا۔ لڑکے کا سر لڑکی کے دونوں پاؤں سے ملا ہوگا۔ یہ لڑکا چین میں پیدا ہوگا اور اس کی زبان بھی چینی ہوگی۔ ان ایام میں مردوں اور عورتوں میں عقم پیدا ہو جائے گا یعنی اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رہے گی۔ نکاح تو بکثرت ہوں گے لیکن اولاد کسی کے نہ ہوگی۔ وہ کامل انسان لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے گا لیکن اس

کی آواز پر لبیک لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ آخر جب وہ اور اس کے ہم عصر مومن انتقال کر جائیں گے تو صرف بہائم صفت لوگ پیچھے رہ جائیں گے جو حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہیں سمجھیں گے۔ شہوت پرستی ان کا شیوہ ہوگا اور عقل و شرع سے کام نہ لیں گے۔ پس انہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔

(شرح فصوص الحکم' مطبوعہ مصر' ص ۴۰-۴۱)

پیشین گوئی کے حقیقی مصداق کی خصوصیات

اس تحریر سے پیشین گوئی کے اصل مصداق کی یہ خصوصیتیں ثابت ہوتی ہیں:

(۱) چین میں پیدا ہوگا۔

(۲) اس کی مادری زبان چینی ہوگی۔

(۳) اس کی ولادت کے بعد بنی آدم کا سلسلہ توالد و تناسل منقطع ہو جائے گا۔

(۴) وہ لوگوں کو اسلام اور عبادت الٰہی کی طرف بلائے گا لیکن ایک انسان بھی اس کی آواز پر کان نہ دھرے گا۔

(۵) اس کے انتقال کے بعد ایسے بہائم صفت لوگ رہ جائیں گے جنہیں حلال اور حرام کی کوئی تمیز نہ ہوگی۔

(۶) ان لوگوں پر قیامت آ جائے گی اور دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔

مرزا صاحب توام پیدا ہونے کی داستان تراش کر کمال جسارت و دیدہ دلیری سے خاتم الاولیاء تو بن گئے لیکن اس دعویٰ سے پہلے اتنا غور کرنے کی زحمت گوارا نہ فرمائی کہ نہ وہ چین میں پیدا ہوئے' نہ ان کی زبان چینی تھی' نہ ان کے زمانہ میں بنی نوع انسان کا سلسلہ توالد و تناسل منقطع ہوا' نہ ان کے وقت میں دنیا کے اندر ایسے لوگ مفقود و ناپید تھے جو حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتے ہوں۔

جائے پیدائش اور مرز و بوم

قادیاں کی وجہ تسمیہ میں مرزائی خیال آفرینی

مرزا غلام احمد صاحب کا مولد و منشاء موضع قادیاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور تھا۔ وجہ تسمیہ کے متعلق مرزا صاحب اور ان کے پیروؤں کے بیانات کا ماحصل یہ ہے کہ شاہ دہلی کی طرف سے مرزا صاحب کے بزرگوں کو بہت سے دیہات بطور جاگیر ملے تھے۔ انہوں نے ان دیہات کے وسط میں ایک قصبہ اپنی سکونت کے لیے آباد کیا۔ چونکہ منصب قضا بھی ان کے سپرد تھا' انہوں نے اس قصبہ کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا۔ جب قضا چھوٹ گئی تو صرف قاضیاں رہ گیا۔ پھر ضاد کا تلفظ دال سے بدل کر قادیاں بن گیا۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ قادیاں صرف اسی ایک گاؤں کا نام نہیں جو مرزا غلام احمد کا مولد و منشا تھا بلکہ پنجاب میں قادیاں کے نام سے اور بھی متعدد گاؤں آباد ہیں' خود ضلع گورداسپور میں مرزا صاحب کی قادیاں کے علاوہ ایک اور قادیاں موجود ہے اور مرزا صاحب اور ان کی امت نے قادیاں کے لفظی ارتقا کے متعلق جو موشگافیاں کی ہیں' سرکاری یا غیر سرکاری طور پر ان کی کوئی تصدیق نہیں ہوتی۔ ورنہ ماننا پڑے گا کہ قادیاں کے نام پر جو دوسرے دیہات آباد ہیں وہ بھی اسی لفظی ارتقا کے بوتہ میں تحلیل ہوتے ہوتے قادیاں بنے ہیں حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ ان دیہات میں بھی اسی قسم کے واقعات پیش آئے ہوں جنہوں نے ان کے نام میں تبدیلیاں کرتے کرتے انہیں قادیاں سے موسوم کر دیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ ساری تحقیق ذاتی محض مرزا صاحب کے رشِ فکر اور قوت اختراع کا نتیجہ ہے۔

قادیاں کو دمشق کا لباس مجاز پہنانے کی ناکام کوشش

مرزا صاحب نے کتاب "کشتی نوح" کے صفحہ ۴۷ پر ایک خیالی و ذہنی عمل کے ذریعہ سے اپنے عیسیٰ ابن مریم بن جانے کی صراحت فرما دی ہے۔ جب یہ خیال آفرینی ان کو عیسیٰ ابن مریم بنا چکی اور حضرت مرزا صاحب شب و روز اپنی مسیحیت کا ڈھنڈورا پیٹنے لگے تو ان علمائے امت نے' جن کے دل حب اسلام کے جذبہ سے معمور تھے' اعتراض کیا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تو دمشق میں نازل ہونے والے تھے جو ملک شام کا صدر مقام ہے اور خلفائے بنی امیہ کا دارالخلافہ رہ چکا ہے اور تم ہندوستان کی ایک سوئی اور مبتذل سی بستی میں ظاہر ہوئے ہو۔ تو رئیس قادیاں نے جواب دیا کہ دمشقی روایت' جس میں حضرت مسیح کے دمشق میں نازل ہونے کا ذکر ہے' وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلمؒ نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسمٰعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے۔ (ازالہ اوہام' مولفہ مرزا غلام احمد صاحب' طبع پنجم' ص ۹۳) جب علماء نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ساری امت مرحومہ اس امر پر متفق ہے کہ صحیح بخاری کی طرح صحیح مسلم کی بھی تمام حدیثیں صحیح ہیں بلکہ امام نوویؒ نے صحیح مسلم کو بعض حیثیتوں سے صحیح بخاری پر ترجیح دی ہے تو حضرت "مسیح موعود" نے اپنے زندقہ و باطنیت کے پٹارے میں سے تحریف بازی کی چند نظر فریب گڑیاں نکال پھینکیں اور بولے کہ اگر آپ لوگ نہیں مانتے تو میں ابھی تمہارے سامنے قادیاں ہی کو دمشق ثابت کیے دیتا ہوں۔ سنو دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر من جانب اللہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات و خیالات کے پیرو ہیں۔ دمشق پایہ تخت یزید رہ چکا ہے' اس لیے دمشق کا لفظ بطور استعارہ کہا گیا۔ یہ قصبہ بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں' دمشق سے مشابہت رکھتا ہے اور ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سو خدا تعالیٰ نے اسی عام قاعدہ کے موافق اس قصبہ قادیاں کو دمشق سے مشابہت دی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیاں کا نام پہلے نوشتوں میں استعارہ کے طور پر دمشق رکھ کر پیش گوئی کی گئی ہوگی (مقتبس از ازالہ اوہام' مولفہ مرزا غلام احمد صاحب' طبع پنجم' ص ۳۰-۳۳) اس ملحدانہ تحریف کا تو مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء میں ارتکاب فرمایا لیکن چونکہ خود حضرت "مسیح موعود" صاحب کا دل بھی اس خرافات نگاری پر مطمئن نہیں تھا اس لیے اسلامی تعلیمات کے روشن چہرہ کو مسخ کرنے کا نامبارک ولولہ لے کر دوبارہ اٹھے اور مزید دماغی کد و کاوش شروع کر دی۔ آخر بارہ سال کی دماغ سوزی کے بعد حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کو اپنی زندیقانہ تحریف کا تختہ مشق بنا کر اپنا نام پہنائے عالم میں روشن کیا۔ اس سلسلہ میں کتاب "تذکرۃ الشہادتین" میں جو ۱۹۰۳ء میں شائع کی' یہ لکھ کر لوگوں کو دعوت خندہ و تضحیک دی کہ "صحیح بخاری میں میرا تمام حلیہ لکھا ہے اور پہلے مسیح کی نسبت جو بڑا مرکز مشرق یعنی ہند قرار دیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود دمشق سے مشرق کی طرف ظاہر ہوگا' سو قادیاں دمشق سے مشرق کی طرف ہے"۔ (تذکرۃ الشہادتین' مولفہ مرزا غلام احمد صاحب' ص ۳۸) یہاں یہ جتلا دینا ضروری ہے کہ نہ تو صحیح بخاری میں مرزا غلام احمد کا کوئی تذکرہ موجود ہے اور نہ یہ لکھا ہے کہ مسیح موعود دمشق سے مشرق کی طرف کسی دور دست گاؤں میں ظاہر ہوگا"۔ یہ توہمات قادیانی صاحب کے نظام حواس کی برہمی کے عملی ثبوت ہیں۔ اس قسم کی مسلسل نگاری کے اصل بانی ان کے بے بصر عقیدت مند تھے جو ان کے ہر سیاہ و سپید پر آمنا و صدقنا کہہ کر ان کو ایسی روز افزوں غلط بیانیوں کی جرأت دلاتے رہتے تھے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کا مولد و مظہر

امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت مہدی، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہوں گے۔ ان کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوگی اور بیت المقدس کی طرف ہجرت فرمائیں گے۔ اخرجہ نعیم بن حماد اور شیخ علی متقی نے رسالہ "البرہان فی احوال مہدی آخر الزمان" میں لکھا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام مدینہ منورہ میں متولد ہوں گے۔ مکہ مکرمہ میں ظہور فرمائیں گے۔ بیت المقدس کی طرف ہجرت کریں گے اور اسی جگہ انتقال فرمائیں گے۔ (حج الکرامہ، ص ۳۵۸) لیکن اس کے برخلاف امام مستغفری نے "دلائل النبوۃ" میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کرعہ نامی ایک گاؤں میں پیدا ہوں گے۔ (ایضاً) اسی طرح میزان الاعتدال میں کامل ابن عدی سے نقل کیا ہے کہ مہدی ایک گاؤں سے ظاہر ہوں گے جس کا نام کرعہ ہوگا۔ (میزان الاعتدال، جلد ۲، ص ۱۹) غرض مہدی علیہ السلام کی جائے ولادت میں روایات مختلف ہیں۔ میرے خیال میں اگر صحیح ہیں تو وہی روایات صحیح ہو سکتی ہیں جن میں صاحب الزمان مہدی علیہ السلام کا مدینہ منورہ میں متولد ہونا مذکور ہے۔ رہی کرعہ میں پیدا ہونے کی مؤخر الذکر روایتیں سو وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہیں کیونکہ ان کا ایک راوی عبدالوہاب بن ضحاک ضعیف ہے۔ نسائی نے اس کو متروک الحدیث اور دار قطنی نے منکر الحدیث لکھا ہے اور ابو حاتم نے اسے کذاب بتایا ہے۔ (میزان الاعتدال، جلد ۲، ص ۱۴۰)

کرعہ کو کدعہ میں تبدیل کرنے کی مرزائی شعبدہ گری

حضرات! آپ نے پڑھا کہ کرعہ والی روایت ایک جھوٹے راوی عبدالوہاب بن ضحاک کا من گھڑت افسانہ ہے لیکن مسیح قادیان کو اس سے کوئی سروکار نہ تھا کہ کوئی روایت صحیح ہے یا سقیم۔ بلکہ وہ تو ہمیشہ یہ دیکھا کرتے تھے کہ کس چیز سے ان کے آشیانہ مہدویت و مسیحیت کے لیے کوئی تنکا فراہم ہو سکتا ہے؟ جب کوئی روایت خلاف مدعا ہوتی تھی تو صحیحین کی متفق علیہ حدیث سے بھی، جس کی صحت ساری دنیا کے علماء اور ہر زمانہ کے مسلمانوں کے نزدیک مسلم رہی ہے، روگرداں ہو جاتے اور اگر مفید مطلب ہوتی تو چاہے کیسی ہی جعلی روایت کیوں نہ ہو اسے صحیح قرار دے کر اپنے پروپیگنڈا کا آلہ کار بنا لیتے۔ کرعہ والی روایت کو بھی انہوں نے مفید مطلب سمجھ کر لے لیا اور بساط زندقہ پر حق پر قدم رکھ کر اس سے اپنی خانہ ساز مہدویت پر استدلال کرنے لگے۔ اگر محض کسی ضعیف روایت کو اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کرتے تو کوئی انوکھی بات نہیں تھی کیونکہ دنیا میں مقدس کے جتنے جھوٹے دعویدار گزرے ہیں انہوں نے موضوع اور مجروح روایات کی آڑ لے کر خلق خدا کو گمراہ کیا ہے لیکن قادیان کے "مسیح موعود" میں تو یہ کمال تھا کہ لغو روایات سے مطلب براری تو ایک طرف رہی، موضوع یا ضعیف روایتوں میں بھی حسب دلخواہ تصرف کر کے ان کو اپنے سانچے میں ڈھال لیتے تھے، چنانچہ مندرجہ ذیل تحریروں سے آپ کو معلوم ہوگا کہ انہوں نے کرعہ کو کدعہ میں تبدیل کر کے کس طرح مطلب براری کی ناروا کوشش کی۔ لکھتے ہیں: "ایسا ہی احادیث میں یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ مہدی موعود ایسے قصبہ کا رہنے والا ہوگا جس کا نام کدعہ یا کدیہ ہوگا۔ اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ یہ لفظ کدعہ دراصل قادیان کے لفظ کا مخفف ہے"۔ (کتاب البریہ، مولفہ مرزا غلام احمد صاحب، ص ۲۲۵- ۲۲۶) دوسری جگہ لکھتے ہیں: "میری نسبت قرآن کریم نے اس قدر پورے پورے قرائن اور علامات کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ایک طور سے میرا نام بتلا دیا ہے اور حدیثوں میں کدعہ کے لفظ سے میرے گاؤں کا نام موجود ہے"۔ (تذکرۃ الشہادتین، مولفہ مرزا غلام احمد صاحب، ص ۴۸)

لوگ معترض ہیں کہ مرزا ... نے اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے کرعہ کو کدعہ میں تبدیل کر کے اپنے دامن تقدس پر بددیانتی کا داغ لگایا۔ لیکن میرے نزدیک بددیانتی کا الزام کسی حد تک بے محل ہے۔ "بوقت ضرورت" ایک آدھ حرف کو دوسرے حرف سے تبدیل کر لینے میں کوئی لمبی چوڑی بددیانتی لازم نہیں آتی۔ بلکہ سچ پوچھو تو یہ مرزا صاحب کا بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے کرعہ کی جگہ کدعہ اور کدیہ لکھ کر لغات عرب میں دو لفظوں کا اضافہ فرما دیا۔ ع: ایں ہم احسان است قربات شوم۔ البتہ میں اس بات کا قائل ہوں کہ حضرت "مسیح موعود" صاحب نے آسان طریق چھوڑ کر پیچدار راستہ اختیار کیا۔ اگر کرعہ کی روایتوں کے بجائے ان روایات سے مطلب براری کی کوشش فرماتے جن میں حضرت مہدی علیہ السلام کا مدینہ طیبہ میں متولد ہونا مذکور ہے تو ان کے لیے مہدی بننے میں زیادہ سہولت رہتی۔ کیونکہ مدینہ اور قادیان میں حرف دال مشترک ہے۔ کرعہ کو کدعہ بنا کر قادیان قرار دینے میں جو تکلف کیا گیا، وہ مدینہ کو قادیان بنا لینے کی صورت میں نہ کرنا پڑتا۔ مؤخر الذکر طریق استدلال میں صرف اتنا کہنے کی ضرورت تھی کہ "مدینہ سے قادیان مراد ہے کیونکہ دونوں میں حرف دال موجود ہے"۔ لیکن یہ پیرایہ کیوں نہ اختیار کیا؟ اس لیے کہ یہ بقعہ مطہرہ اسلامی عظمت کا اولین گہوارہ جناب حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا دار الہجرت اور آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔ یہیں سے اسلامی علم و عمل کے سرچشمے پھوٹے اور دنیا حلاوت ایمان و رشد و سعادت ہوئی۔ مرزا صاحب سمجھتے تھے کہ مسلمان ان کی تمام تعلیوں اور لن ترانیوں کو برداشت کر لیں گے لیکن مہبط الرسولؐ کی توہین و تنقیص ہرگز گوارا نہ کریں گے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ قادیانی صاحب نے کرعہ کو تو اپنی توجہ کا مرکز بنایا لیکن مدینہ منورہ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر این۔۹۱۔صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۲۵۵۰۲۳۰

ہفت روزہ ختم نبوت کیلئے
اردو کمپوزنگ
ماہر آپریٹر کی فوری ضرورت

حبیب اللہ شاہد

ذبیح اللہ!

واقعہ ذبیح اور بائبل کے تضادات

ہر سال اسلامی تقویم کے آخری ماہ کی دس تاریخ کو دین ابراہیمی کے پیروکار اس واقعہ کی یاد مناتے ہیں جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند جلیل کو اللہ کی رضا کے مطابق قربانی کے لئے پیش کردیا تھا۔ مسلم دنیا کا یہ عظیم تہوار کتب سماوی پر ایمان رکھنے والوں کو یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھائیں' اور اپنے اختلافات کو باہمی احترام' تعاون' امن اور مفاہمت کی فضا میں حل کرنے کی مخلصانہ سعی کریں۔ یہ کام اس لیے بھی آسان ہوگیا ہے کہ اب لوگوں کے لئے اسلام اتنا اجنبی نہیں رہا جتنا کہ کچھ دہائیوں قبل تھا۔

ہمارے لیے یہ جاننا باعث مسرت ہونا چاہیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات مبارک تینوں الہامی ادیان (اسلام' عیسائیت اور یہودیت) کے پیروکاروں کے لیے بزرگ و محترم ہے۔ مسلمانوں کے عقائد کے مطابق آپ اللہ کے برگزیدہ نبی اور توحید کے اولین علمبرداروں میں سے ہیں چنانچہ آپ ﷺ ہی کی اولاد نے آنے والے ادوار میں توحید کا بار امانت نہایت خوش اسلوبی سے اپنے شانوں پر اٹھایا اور بندگان خدا کو اللہ کی پرستش کی تعلیم دی۔

یہ بیان کرنا بھی **متعصبانہ** رویہ میں کمی کا باعث بنے گا کہ قرآن میں نہ صرف ابراہیم علیہ السلام کی آل اولاد میں بعثت پانے والے تمام جلیل القدر انبیاء کا ذکر نہایت تزک و احترام سے کیا گیا ہے بلکہ مسلمانوں کو تمام انبیاء اور ان پر نازل کردہ کتب پر ایمان لانے کا حکم بھی دیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن میں موجود کئی ابواب (سورتیں) ان انبیاء کرام کے ناموں ہی سے منسوب ہیں۔ عیسائی دنیا کے لیے شاید یہ بات بھی باعث حیرت ہو کہ محمد ﷺ پر نازل کردہ خدا کے کلام میں کوئی باب ان کے اپنے خاندان کی کسی بھی خاتون سے منسوب نہیں' اس کے برعکس ایک پوری سورۃ کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ پر رکھا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں مبعوث ہونے والے انبیاء' رسل اور بزرگ ہستیوں کے کردار کی عظمت جس طرح قرآن میں نظر آتی ہے وہ بائبل میں پیش کردہ روایات کے برعکس ہے۔ جس میں انہیں زنا جیسے مکروہ فعل تک کا مرتکب قرار دیا گیا ہے۔ ہم سب کے علم میں ہے کہ حضرت مریمؑ پر ان کی قوم نے کس قدر بیہودہ الزامات لگائے۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو (نعوذ باللہ) بینتھر نامی رومی سپاہی سے محترم خاتون کے تعلقات کا نتیجہ قرار دیا تو دوسری جانب پال کے متبعین نے آپ کو خدا کے بیٹے کی ماں قرار دے دیا۔ لیکن قرآن آپ کی عظمت ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

"پھر وہ لمحہ آیا جب مریم سے فرشتوں نے آکر کہا اے مریم! اللہ نے آپ کو برگزیدہ کیا' پاکیزگی عطا فرمائی اور دنیا کی تمام خواتین پر آپ کو فوقیت عطا کرکے اپنی خدمت کے لیے چن لیا۔ اے مریم! اپنے رب کی تابع فرمان بن کر رہیے اس کے آگے سر بسجود ہوجایئے اور جو بندگان خدا اللہ کے حضور جھکنے والے ہیں آپ بھی ان کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کیجیے" (آل عمران ۴۲ تا ۴۳)

ان گزارشات کو پیش کرنے کے بعد کہ عالم اسلام اور دنیائے عیسائیت میں مثبت پیش رفت کے لیے کس قدر بہتر فضا میسر ہے اور تضادات دور کرنے کے بھی مشترکہ مواقع موجود ہیں آیئے قرآن اور بائبل میں درج واقعات کی مدد سے ہم اس واقعہ کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں جس کی بنیاد پر اسلام' عیسائیت اور یہودیت کی عظیم الشان عمارتیں ایستادہ ہیں۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ایک ارب سے زائد مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش کی اور اپنے فرزند کو بطور قربانی پیش کرنے کا حکم دیا تو آپ اللہ کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مروہ کی پہاڑیوں پر لے گئے تاکہ انہیں قربان کرسکیں۔ عبرانی زبان میں اس پہاڑی کو جہاں یہ عظیم واقعہ پیش آیا موریح کہا گیا ہے لیکن تنگ نظر مترجمین نے بائبل میں اس لفظ کو چھپانے کے لیے اس کا تلفظ اور ہجے بگاڑ کر اسے موریا اور مریا بنادیا ہے

مسلمانوں کے برعکس عیسائیوں اور یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ فرزند جسے قربانی کے لیے پیش کیا گیا وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نہیں بلکہ حضرت اسحاق علیہ السلام تھے۔

ان دو متضاد عقائد کی پرکھ کے لیے ہم ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات مبارک سے

کرتے ہیں۔ بائبل میں آپ سے متعلق واقعات توریت کی پہلی کتاب "پیدائش" یا "تکوین" کے باب ۱۲ تا ۲۵ میں مذکور ہیں عیسائی اور یہودی آپ کو بطور نبی تسلیم نہیں کرتے اور بزرگ مانتے ہیں۔ توریت کے برعکس قرآن میں آپ کے فضائل کا ذکر متفرق جگہوں پر کیا گیا ہے تاہم نسبتاً زیادہ وضاحت کے ساتھ وہ امور بیان فرمائے گئے ہیں' جن کے باعث آپ خدا کے مقرب اور محبوب بندے قرار پائے۔ تمام مسلمان آپ کو خلیل اللہ اور ابو الانبیاء کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔ قرآن کے مطابق آپ اپنی ابتدائی عمر ہی سے توحید کے فدائی اور بت پرستی کے دشمن تھے۔ آپ نے اللہ کی ودیعت کردہ عقل کی بنیاد پر مظاہر فطرت کے حوالوں سے توحید شناسی کی منازل بڑی سرعت کے ساتھ طے کرلیں۔ آپ نے اپنی قوم میں توحید کی تبلیغ کی تو نہایت سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا آپ کے والد نے آپ کو سخت سزا کی تنبیہ کی مگر یہ مرد خلیل حق بیان کرنے سے باز نہ آئے۔ انہوں نے اپنی قوم اور بادشاہ وقت سے مناظرے کیے اور ایسے مدلل جوابات دیے کہ اصنام پرست حیران رہ گئے۔ قرآن میں یہ بیش بہا معلومات نہایت جامع انداز میں بیان کی گئی ہیں' آپ کے درجات کی بلندی جس طرح ہمیں قرآن میں نظر آتی ہے بائبل میں مفقود ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا بیان ہے۔

ہم نے نبوت اور کتاب کو ابراہیم کی ذریت میں کردیا۔ (القرآن ۲۹-۲۷)

اور یہ کس قدر روشن حقیقت ہے کہ تمام انبیاء آپ ہی کی نسل میں مبعوث ہوئے اور آپ کی ذریت سے باہر کوئی نبی نہیں ہوا۔ بائبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہمیں بتاتی ہے کہ خدا نے ان سے برکت کا وعدہ فرمایا اور اس کی تجدید اس وقت بھی فرمائی جب ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ برکت کے اس وعدہ پر آپ نے شکوہ کیا کہ میں بے اولاد ہوں تو خدا نے آپ کو بشارت دی کہ آپ کی صلب سے آپ کا وارث پیدا ہوگا۔

بیٹے کی اس بشارت کا ذکر قرآن نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں وہی میری رہنمائی کرے گا اے رب مجھے ایک فرزند صالح عطا فرما' تب ہم نے اسے ایک بردبار فرزند کی بشارت دی۔

(القرآن ۳۷-۹۹)

وارث کی پیدائش کی اس بشارت کے فوراً" ہی بعد آپ کے پہلے فرزند اسماعیل علیہ السلام' سیدہ ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ ہاجرہ کا عبرانی زبان میں نام "ہاغار" ہے۔ جب فرعون مصر نے حضرت ہاجرہ کو ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا تو آپ کو آجر بھی پکارا گیا یعنی اس مصیبت کا اجر جو ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہ کے رویے کے باعث اٹھانی پڑی اور جب حضرت ہاجرہ نے مصر سے فلسطین اور بعد ازاں فاران ہجرت کی تو آپ کا نام ہاجرہ پڑگیا۔ اس عظیم المرتبت خاتون کے سلسلے میں اس رویے کا ذکر کرنا بے محل نہ ہوگا جو یہودیوں اور عیسائیوں نے ماضی میں حضرت ہاجرہ کے لیے روا رکھا ہے ان میں سے چند متعصب علماء آپ کو حقارت سے لونڈی اور آپ کی اولاد کو لونڈی زادے کہہ کر پکارتے رہے ہیں۔ قاضی حبیب الرحمان منصور پوری اپنے کتابچے "سیرت آنحضرت ﷺ بائبل کی روشنی میں" صفحہ ۲۷ تا ۳۰ میں یہودی مفسر توریت شلومو اسحٰق کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ اس مفسر نے پیدائش (تکوین) ۱۶-۱ کی تفسیر میں لکھا ہے۔

"وہ فرعون کی صاحبزادی تھیں۔ جب فرعون نے ان کرامات کو دیکھا جو بوجہ سارہ واقع ہوئی تھیں تو کہا کہ میری شہزادی کا گھر میں ملکہ بن کر رہنے سے بہتر ہے کہ وہ ان ابراہیم علیہ السلام) کی خادمہ بن کر رہے"۔

قاضی صاحب خطبات احمدیہ مصنفہ سرسید احمد خان کے مندرجہ بالا حوالے کے بعد دی یونیورسل جیوش انسائیکلو پیڈیا جلد پنجم ص ۱۵۴ کا حوالہ بھی دیتے ہیں جہاں تحریر کیا گیا ہے۔

"ہاجرہ کے بارے میں ربیوں (علمائے یہود) کی رائے (عیسائیوں سے) قدرے مختلف ہے۔ ان کی اطاعت شعاری اور پارسائی کی تعریف کی جاتی ہے یہ ایک مصری شہزادی تھیں جو (ان کے والد کی طرف سے) سارہ کو اس کی کرامتوں کے مشاہدے کے بعد عمدہ تربیت کے خیال سے دی گئیں"۔

قاضی حبیب الرحمان صاحب نے لفظ "لونڈی" کے سلسلہ میں جو وضاحت کی ہے اس میں ذرا سے اضافے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ عبرانی زبان جو دنیا کی قدیم زبانوں میں شمار کی جاتی ہے یہ محض ایک زبان ہی نہیں بلکہ ایک خاص تمدنی رویے کا اظہار بھی ہے اور اس دور کی تمدنی تاریخ میں ہمیں تین اقسام کے غلاموں کا ذکر ملتا ہے۔

۱۔ وہ جو جنگ کے نتیجہ میں بطور مال غنیمت غلام بنالیے جائیں۔

۲۔ وہ لونڈی یا غلام جو زر خرید ہوں۔

۳۔ ایسے بچے جو مندرجہ بالا دونوں اقسام کی اولاد ہوں۔

توریت کے مطابق ہاجرہ صاحبہ کا شمار ان تینوں اقسام میں سے کسی ایک میں بھی ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ لونڈی کے ضمن میں چند اور خواتین کا تذکرہ ضرور ہوا ہے مثلاً "حضرت یعقوب علیہ السلام کی دو بیگمات لیاہ اور راخیل کی لونڈیوں کے نام بالترتیب "زلفہ" اور بلہہ ہیں۔ یہ دونوں خواتین یعقوب علیہ السلام کے چاروں فرزندوں جد' آشر'

دان' اور نفتالی کی والدہ ہیں۔ ان چاروں کو ان کے والد (یعقوب علیہ السلام) کے علاوہ' موسیٰ علیہ السلام' داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے وقتاً فوقتاً" برکتیں دی ہیں۔ توریت میں ان چاروں فرزندان یعقوب کو نہ تو بقیہ آٹھ فرزندوں سے کمتر درجہ دیا گیا ہے اور نہ ہی انہیں لونڈی زادہ کہا گیا ہے۔ زلفہ اور بلہہ کے علاوہ خود لیاہ اور راخیل جو بعد ازاں بنی اسرائیل کے کئی بزرگان دین کی مائیں بنیں اپنے آپ کو زر خرید لونڈی کہہ کر پکارتی تھیں۔ عہد جدید کے مطابق حضرت سارہ' ابراہیم علیہ السلام کو آقا کہہ کر پکارا کرتی تھیں' اسی طرح یوسف علیہ السلام کو دوبار بطور غلام خریدا اور بیچا گیا۔

اب ذرا سوچئے کہ اگر یہ خواتین' لونڈی اور ان کی اولاد لونڈی زاد نہیں تو متعصب عالمان دین کے لکھ دینے سے حضرت ہاجرہ بھی لونڈی اور ان کی اولاد لونڈی زاد نہیں کہلائی جاسکتی۔ وہ ایک عالی مرتبت خاتون تھیں اور خود بائبل کے مطابق ان کا شمار دنیا کی ان چند خواتین میں ہوتا ہے جن سے خدا براہ راست مخاطب ہوا۔ ابراہیم علیہ السلام کو جب فرزند کی بشارت دی گئی تو خدا تعالیٰ نے مولود کا نام بھی دوران حمل ہاجرہ پر القا کیا۔ ان کا یہی فرزند 'وعدہ کا فرزند" تھا۔ انہی کی اولاد کی بابت خدا نے کہا تھا کہ وہ کثرت کے باعث شمار نہ کی جاسکے گی ہم دیکھتے ہیں کہ اولاد اسحٰق کا شمار تو بار بار ہوا خواہ وہ بابل کی اسیری کے دوران ہو یا رہائی کے وقت یا پھر داخلہ مصر کے وقت یا بیت المقدس میں داخل ہونے پر لیکن اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کا شمار ان کی کثرت کی بنا پر کبھی نہ ہوسکا۔

جب خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اور ان کے بعد کی نسلیں میرے عہد کو مانیں' اس عہد کا نشان ختنہ ہوگا' جو تم میں سے ہر مرد کا کیا جائے' تو اسماعیل علیہ السلام ہی وہ پہلے فرزند تھے جو عہد کا حکم نازل ہونے پر پہلے ہی روز اپنے والد کے ہمراہ خدا کے عہد میں شامل ہوگئے افسوس کا مقام یہ ہے کہ مترجمین بائبل جو اسماعیل دشمنی میں آخری حدوں کو بھی پار کرجاتے ہیں' بائبل کے اردو ترجمے میں انہوں نے اسماعیل علیہ السلام کی بابت وحشی اور گورخر کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اگر عبرانی زبان سے مذکورہ عبارت کا براہ راست ترجمہ کیا جائے تو وہ اس طرح بنتا ہے۔

"وہ جنگلوں کا باسی ہوگا"

اسی طرح عبرانی عبارت سے توریت کے ایک جملے کا مفہوم بنتا ہے

اس کا ہاتھ سب کی مدد کرے گا اور سب اس کے معاون ہوں گے

لیکن متعصب مترجمین نے تحریر کیا ہے اس کا ہاتھ سب آدمیوں کے خلاف ہوگا اور سب آدمیوں کے ہاتھ اس کے خلاف۔ ان تمام تحریفات کے باوجود اسماعیل علیہ السلام کے لیے جو محبت آپ کے والد کے دل میں تھی وہ ہمیں توریت میں جگہ جگہ نظر آتی ہے۔ جب خدائے کریم نے ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحٰق کی بابت خوشخبری دی تو آپ نے سجدہ شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا:۔

میری تو دعا ہے کہ اسماعیل ہی تیرے حضور جیتا رہے

جاری ہے

ضروری گذارش

ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل میں اشاعت کے لئے جماعتی خبریں پریس ریلیز وغیرہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لیٹر پیڈ پر علاقے کے مبلغ کی تصدیق کے ساتھ ارسال کریں۔ بصورت دیگر ادارہ مراسلات شائع کرنے سے معذرت خواہ ہے۔

فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منهم كل بنان (الآية)

ضرب مومن (زیر طبع)

مسلح افواج' مجاہدین اور عامتہ المسلمین کے لئے مایہ ناز علمی شاہکار

○ جہاد کی لغوی' اصطلاحی' فقہی تعریف ○ اسلام کا بری' بحری' فضائی اور گوریلا نظام جنگ ○ جہاد کی اہمیت و ضرورت ○ اسلام کے دشمنوں کے مقابلے میں ہر وقت چوکس رہنے کی ضرورت ○ فوجی بھرتی ○ جنگی مشقیں ○ اسلامی سرحدوں مورچوں اور چھاؤنیوں کی حفاظت ○ بھارتی کفار سے لڑنے کی فضیلت و اہمیت ○ اسلامی مسلح افواج کی نمایاں خصوصیات ○ دستوں کی ترتیب ○ صحابہ کرام کا شوق جہاد ○ نوخیز لڑکوں کا شوق جہاد ○ خواتین کا شوق جہاد ○ جہاد افغانستان میں نصرت الٰہی کے واقعات کی جھلک ○ جہاد کے ولولہ انگیز اشعار ○ ترک جہاد کے نقصانات ○ دنیا کے مختلف خطوں میں جاری جہادی تحریکوں کی اہمیت ○ ممتاز علماء کرام کے تاثرات کے ساتھ ایسی جامع تالیف جسے پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے دلوں میں غلبہ اسلام کا شوق انگڑائیاں لینے لگتا ہے۔ ایسی کتاب جو جدید جہاد کے طریقہ کار جہاد نبویؐ کی پیروی اور سلف صالحین کے مایہ ناز کارناموں کی یاد تازہ کرتی ہے۔ عام فہم سلیس عمدہ کمپیوٹر کتابت۔

تالیف .... مفتی حسن علی منصور' ایم۔ اے' ایل ایل بی

ناشر ۔ الجہاد ۔۔۔ پوسٹ بکس 229 مظفر آباد آزاد کشمیر کوڈ 13100

اخبارِ ختمِ نبوّت

دو روزہ رد قادیانیت پروگرام

سید طالحسن کے قلم سے

چکوال (نمائندہ ختم نبوت) دوالمیال ضلع چکوال کا ایک گاؤں ہے تقسیم ہند سے قبل اس میں ایک معروف عالم دین سید لعل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ تھے جو قوم کی دینی اور دنیاوی راہنمائی کرتے تھے حضرت شاہ صاحب مرحوم کا نانا" ۱۹۳۸ء میں انتقال ہوا اس وقت آپ کی عمر ایک سو برس کے قریب تھی یوں آپ کی پیدائش ۱۸۳۸ء کی ہے اور آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کا مقابلہ دیگر علماء کرام کے ساتھ مل کر کیا اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرخرو کیا اور قادیانی ذلیل و خوار ہوئے آپ کے انتقال کے بعد آپ کے صاحبزادہ نے اس مسند کو کو سنبھال اب حضرت شاہ صاحب کے دو پوتے حضرت مولانا سید منیر حسین شاہ صاحب خطیب جامع مسجد لعل بابا اور حضرت مولانا سید حبیب الرحمان شاہ صاحب نے اپنے دادا کے اس کام کو لئے ہوئے رواں دواں ہیں۔ یوں تو قادیانیوں کے خلاف دوالمیال میں انفرادی کام بھی ہوتا ہے۔ یاد رہے دوالمیال کو ثانی ربوہ کہا جاتا ہے اس وقت دوالمیال میں ۱۲۵ گھر قادیانیوں کے ہیں اور جو فوج میں اعلیٰ عہدوں پر ہیں اور مسلمان غریب ہیں انفرادی کام تو ہوتا رہا لیکن جماعتی سطح پر کام میں سستی رہی کہ ایک دن اچانک سید منیر حسین شاہ صاحب کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی صاحب کا خط کراچی سے ملا جس میں لکھا تھا کہ مجھے سانگھڑ شہر کی ایک مسجد میں آپ کے دوالمیال کا ایک ساتھی ملا اور انھوں نے آپ کے علاقہ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کے بارے میں بتایا جماعت آپ کے ساتھ بھرپور تعاون کرے گی۔ اور لکھا کہ میں نے ملتان مرکزی دفتر میں جماعت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمان جالندھری کو آپ کے علاقہ کی اطلاع روانہ کردی ہے اور اسی کے ساتھ اسلام آباد کے مبلغ فاضل نوجوان مولانا اورنگ زیب اعوان صاحب کی خدمت میں خط لکھا کہ آپ دوالمیال میں حضرت شاہ صاحب سے رابطہ کریں ادھر یہ دونوں خط حضرت شاہ صاحب کو ملے اور علامہ اورنگ زیب اعوان صاحب کو اور کسی دوالمیال کے ساتھی نے اسلام آباد میں ان سے ملاقات کی تو آپ دوالمیال تشریف لائے جمعہ کی تقریر جامع مسجد لعل بابا میں کی اور پھر کچھ دن بعد تشریف لائے اور پھر آپ صاحبان جامع مسجد کبوتر والی میں سید حبیب الرحمٰن شاہ صاحب اور دیگر احباب سے ملاقات کا ایک سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی صاحب کراچی سے تبدیل ہو کر راولپنڈی تشریف لائے اور آتے ہی فوراً" ہم سے رابطہ کی صورت پیدا کی اور ہر ماہ میں ایک جمعہ کا پروگرام لے کر آئے جمعرات جمعہ رہتے جمعہ پڑھاتے ساتھیوں پر قادیانیوں نے اپنے اشکال غلط طریقہ پر ڈالے ہوئے تھے ان کے تسلی بخش جواب دیتے جو ساتھی آتا قادیانی اور ان کے مربی بحث کے لئے تیار ہو جاتے مولانا صدیقی صاحب جب تشریف لاتے تو دوالمیال کی قادیانیوں کو سانپ سونگھ گیا ایسے جیب کر گئے بالآخر اتمام حجت کے لئے ہمارے ساتھی ان کے پاس گئے کہ بھئی آؤ بات کرو تو قادیانی آئیں بائیں شائیں کر کے ٹال گئے جب اصرار بہت بڑھا تو قادیانی مربی کہنے لگا کہ ہم ایک صورت میں بات کرنے کو تیار ہیں کہ آپ تھانے میں ایک درخواست دیں ہم قادیانیوں سے مناظرہ کرنے چاہتے ہیں تو اس پر اس مسلمان ساتھی نے کہا کیا تم جب ارتدادی تبلیغ کرتے ہو تو تھانے میں درخواست دے کر آتے ہو اس سے معلوم ہوا کہ تم جھوٹے ہو لہٰذا اب تم سے ہماری کھلی جنگ ہوگی اس کے بعد نوجوان ساتھیوں نے مل کر جماعت تشکیل دینے کا پروگرام بنایا اور پروگراموں میں جس میں سید منیر حسن شاہ صاحب اور سید حبیب الرحمان شاہ صاحب سرپرستی کرنے میں صفحہ اول میں شامل ہیں اس کے بعد کرتے کرتے ۱۲، ۱۳؍ اکتوبر ۹۵ء کو ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد کے دن قریب آگئے تو راقم الحروف اپنے ایک دوست جناب محمود صاحب کو لے کر صدیق آباد ربوہ کیا گیا کانفرنس میں شرکت کی حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم مولانا عزیز الرحمان صاحب جالندھری مولانا اللہ وسایا صاحب مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد علی صدیقی مولانا اورنگ زیب اعوان سے ملاقات کی اور دوالمیال کے لئے ایک کورس کی تشکیل اور دو روزہ پروگرام کی درخواست کی جس کی ذمہ داری مولانا صدیقی صاحب نے لی اور کو پورا کرنے کا وعدہ کیا۔ ۱۵؍ اکتوبر بعد نماز ظہر دوالمیال تشریف لائے اور آکر اطلاع دی کہ ۲۶؍ اکتوبر بروز جمعرات جمعہ آپ کے ہاں رد قادیانیت کورس ہوگا ساتھیوں کو علم ہوا تو

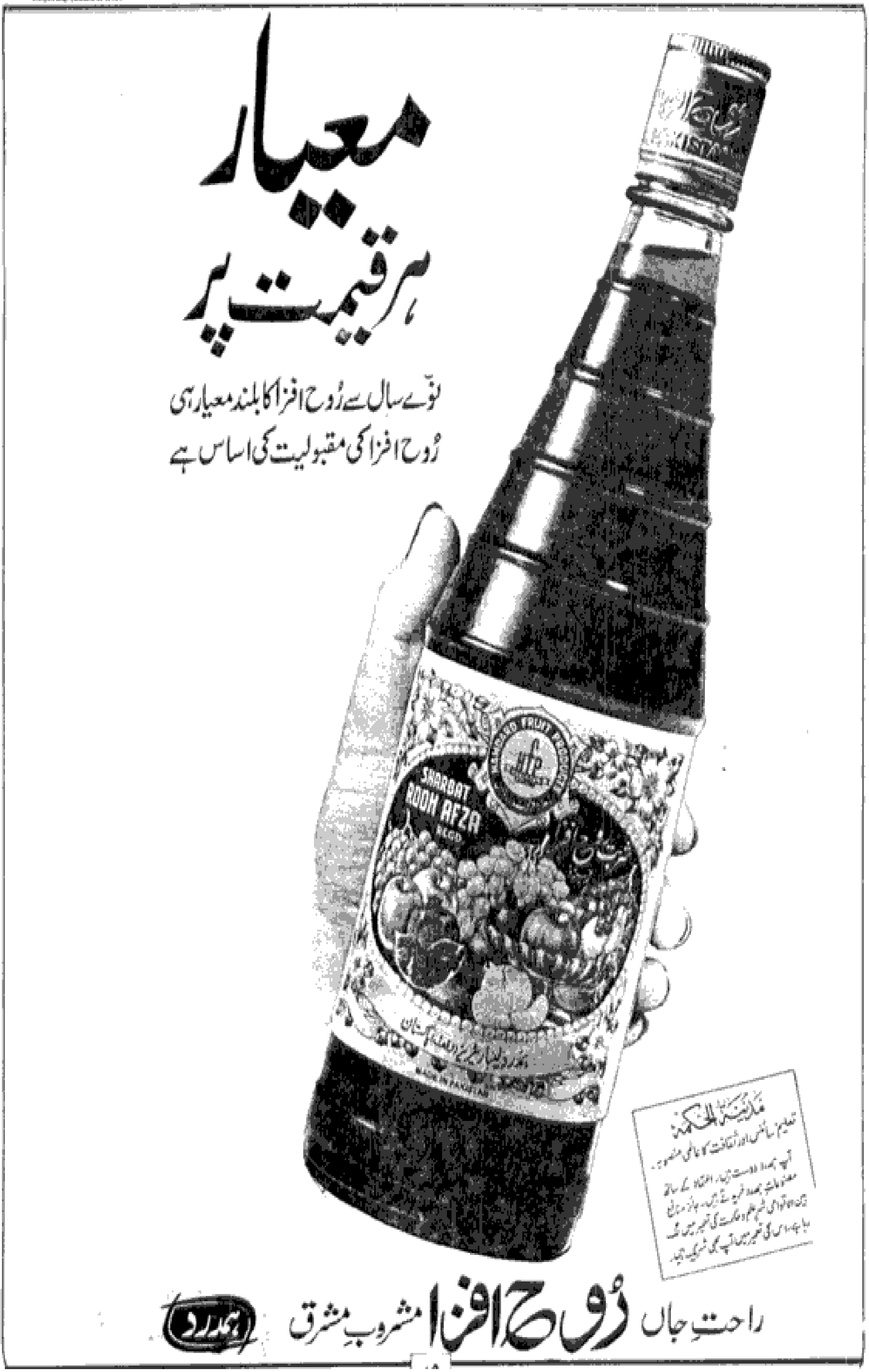
معیار
ہر قیمت پر
نوّے سال سے رُوح افزا کا بلند معیار ہی
رُوح افزا کی مقبولیت کی اساس ہے
SHARBAT
ROOH AFZA
مدینۃ الحکمۃ
راحتِ جاں رُوح افزا مشروبِ مشرق
ہمدرد

تعارف و تبصرہ کتب

عظمت قرآن اور اس کی تلاوت کے فوائد و ثمرات

وعظ و خطاب: حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم
ضبط و ترتیب: قاری عثمان ارشد
طباعت: کمپیوٹر کمپوزنگ کی آفسٹ طباعت دیدہ زیب
قیمت: بارہ روپے' سفید کاغذ۔ چار رنگ آرٹ کارڈ کور
ناشر: مکتبہ لدھیانوی۔ جامع مسجد فلاح۔ فیڈرل بی ایریا بلاک نمبر ۱۲ نصیر آباد کراچی

حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کے قلم و بیان کو جو حکیمانہ اسلوب و انداز عطا کیا گیا ہے آپ کی تحریر و بیان کے ہر قاری اور سامع کو اس کا اعتراف دل کی گہرائیوں میں اثر انگیزی کی صورت میں کرنا پڑتا ہے۔ تحریر میں ٹھوس استدلال کے ساتھ دعوتی رنگ نمایاں ہوتا ہے۔ اور بیان میں تفہیم و تذکیر کا پہلو غالب نظر آتا ہے۔ بیان کا اثر اور اصل لطف تو سننے والوں ہی کے حصے میں آتا ہے تاہم ہر شخص کے لئے بالمشافہ ملاقات اور بیان کی سماعت سے مستفید ہونا ممکن نہیں اس لئے مکتبہ لدھیانوی کے احباب نے حضرت اقدس کے خطبات و مواعظ کو ضبط تحریر میں لا کر رسائل کی شکل میں اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ اب تک اس سلسلہ کے چار خطبات زیور طباعت سے آراستہ ہو کر بازار میں دستیاب ہیں۔

"عظمت قرآن اور ان کی تلاوت کے فوائد و ثمرات" اس سلسلہ کی پہلی کوشش ہے۔ اس کے عنوانات پر نظر ڈالئے تو "قرآن کریم سے محبت" "تلاوت قرآن کی مقدار" "بچوں کی تعلیم قرآن کی ضرورت و اہمیت" "تلاوت قرآن کا ثواب" "خوش قسمت لوگ" اور "کشف قبور کا سبق آموز واقعہ" کے عنوان دیکھ کر موضوع کا اجمالی نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ اور اہل ذوق اس رسالہ کے **بالاستیعاب** مطالعہ سے پوری طرح فیض یاب ہو سکتے ہیں۔ آخر میں تلاوت قرآن کی عادت ڈالنے کا طریقہ بھی بڑے حکیمانہ اسلوب میں درج کر دیا گیا ہے۔

استغفار کی ستر دعائیں مع درود شریف
وصیت لکھنے کا طریقہ

مرتبہ: علامہ قطب الدین حنفی رحمہ اللہ
ترجمہ: مولانا محمد حنیف عبدالمجید
صفحات: 224
طباعت: کمپیوٹر کمپوزنگ کی آفسٹ طباعت
عام قیمت: چالیس روپے
ناشر: زم زم پبلشرز جنید مینشن ڈی میلوڈ نزد پاکستان چوک کراچی
فون نمبر: 2625708

زیر نظر کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصہ "استغفار کی ستر دعائیں" اور دوسرا حصہ "وصیت لکھنے کا طریقہ"۔

استغفار (یعنی اللہ سے بخشش و مغفرت کا طلب گار ہونا) اللہ ارحم الراحمین کی مسلمانوں پر خصوصی نعمت ہے۔ حدیث میں ہے کہ ہر انسان خطاکار ہے اور بہترین خطاکار توبہ و استغفار کرتے رہنے والے ہیں۔ استغفار کی کثرت انسان سے گناہوں کو دھوتی رہتی ہے۔ چنانچہ احادیث مبارکہ میں کثرت استغفار کی بہت ترغیب مذکور ہے اور حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے استغفار کے بہت سارے کلمات مروی ہیں۔ محدثین نے اپنی کتابوں میں سند کے ساتھ سب جمع کر دیتے ہیں۔ ہر شخص کے لئے کتب حدیث میں سے کلمات استغفار کو یکجا کرنا ذرا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے علماء امت میں سے کئی حضرات نے اپنی تالیفات میں ان کلمات استغفار کو یکجا ذکر کر دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت سے حضرت حسن بصریؒ نے استغفار کے ایسے ستر کلمات روایت کئے ہیں کہ جن کو آپ ﷺ ہر روز سحری کے وقت دعا میں پڑھا کرتے تھے۔ زیر نظر کتاب کا پہلا حصہ ستر استغفار اور ان کے ترجمہ پر مشتمل ہے۔ حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نے درج ذیل دیباچہ کتاب پر تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

استغفار کے معنی ہیں حق تعالیٰ شانہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا' بندہ خطاکار ہے۔ اور حق تعالیٰ شانہ بخشش کنندہ ہیں گناہ اور خطائیں دل کا میل ہے۔ اور توبہ و استغفار اس کا صابن ہے۔ مبارک ہیں وہ بندے جن کو کثرت استغفار کی توفیق ہو جائے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

طوبی لمن وجد فی صحیفتہ استغفارا کثیرا (مشکوۃ ص ۲۰۶)

استغفار کے سب سے افضل و ابلغ صیغے وہ ہیں جو قرآن کریم میں مذکور ہیں پھر وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر صحابہؓ و تابعینؒ سے منقول ہیں۔ پھر جو اکابر اولیاء اللہ سے منقول ہیں۔ شیخ ملا علی القاری کی کتاب "ارشاد الساری" کے آخر میں شیخ قطب الدین حنفیؒ کا رسالہ ادعیۃ الحج والعمرۃ ملحق ہے۔ اسی میں حضرت امام حسن بصریؒ سے منسوب ستر استغفارات ہیں جو ذوالحجہ کی ساتویں' نویں اور دسویں رات کو پڑھے جاتے ہیں' اور ان کا نام "المنقذ من النار" رکھا گیا ہے۔

پیش نظر رسالہ میں جناب مولانا محمد حنیف عبدالمجید زید علمہ و عملہ نے استغفار کے ان ستر صیغوں کا ترجمہ کرکے اس رسالہ کو سات منزلوں پر تقسیم کردیا ہے' تاکہ ایک منزل روزانہ پڑھ لی جائے' اور مذکورہ بالا مبارک راتوں میں تما صیغے پڑھ لئے جائیں تو استغفار کی برکات میسر ہوں۔ حق تعالیٰ شانہ اس کو شرف قبول نصیب فرمائیں۔

والحمدللہ اولاً و آخراً

توبہ کی حقیقت اور طریقہ اور توبہ و استغفار کے فضائل پر فاضل مترجم کی تحریر ایک مستقل نافع مقالہ ہے۔

دوسرے حصہ "وصیت لکھنے کا طریقہ" میں مولف محترم نے وصیت کی اہمیت و ضرورت اور لکھنے کا طریقہ ہر شعبہ زندگی کے افراد کے لئے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ تقریباً" ستر صفحات پر مشتمل وصیت کے موضوع پر بہترین اور اچھوتی تحریر ہے۔

ہر مسلمان کے لئے اپنی دنیا و آخرت کو خوب صورت اور پر آسائش بنانے میں یہ کتاب بہترین معاون ہو سکتی ہے۔

لیلۃ القدر کی برکات اور اس کے حصول خصوصی کا طریقہ

وعظ و خطاب: حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم

ضبط و ترتیب: جناب عبداللہ ملک

قیمت: اٹھارہ روپے

ناشر: مکتبہ لدھیانوی۔ نصیر آباد فیڈرل بی ایریا بلاک نمبر ۱۴ کراچی

حضرت حکیم العصر دامت برکاتہم کے سلسلہ مواعظ و خطبات سلسلہ کی یہ دوسری پیش کش ہے۔ اس بیان کے درج ذیل عنوانات پر ایک نظر ڈالئے:

فضائل رمضان میں ایک جامع حدیث۔ شب قدر رحمت خداوندی کی رات۔ حضرت عائشہؓ کی برات کا واقعہ۔ حضرت ابوبکرؓ کے رنج کا واقعہ۔ حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت۔ اللہ تعالیٰ کی سفارش کہ قصور کو معاف کردیا جائے۔ بخشش چاہتے ہو تو تم بھی دوسروں کو معاف کردو۔ شب قدر کی دعا۔ چار آدمی جن کی بخشش اس رات میں بھی نہیں ہوتی۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ کی ایک کرامت۔ حضرتؒ کی ایک اور کرامت۔ بوڑھوں سے بھی پردہ کیا جائے۔ شراب خانہ خراب کی بربادیاں۔ مغفرت مانگنے والوں کو توبہ لازم ہے۔ توبہ کے معنی کیا ہیں؟۔ توبہ قبول ہونے کے لئے شرط۔ حقوق العباد کے معاملے میں توبہ۔ ایک حدیث قدسی۔ والدین کا نافرمان۔ والدین کو دیکھنے پر حج کا ثواب۔ والدین کی نافرمانی کا دنیا میں وبال۔ اولاد کی نافرمانی میں والدین کا قصور۔ گناہ کے کام میں والدین کی فرماں برداری جائز نہیں۔ قطع رحمی کا گناہ۔ کینہ پروری کا گناہ۔ جنت میں صرف پاک لوگ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے شفقت۔ ایک جامع دعاء۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ معاملہ۔

ان عنوانات سے ہی زیر نظر رسالہ کی اہمیت و افادیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ کمپیوٹر کمپوزنگ پر عمدہ آفسٹ طباعت' دیدہ زیب چار رنگا ٹائٹل

مقصد حیات ــــــــ دنیا نہیں' بلکہ آخرت

وعظ و خطاب: حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم

ضبط و ترتیب: جناب عبداللہ ملک

قیمت: قیمت ۱۸ روپے

ناشر: مکتبہ لدھیانوی۔ نصیر آباد فیڈرل بی ایریا بلاک نمبر ۱۴ کراچی

حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کے اس بیان میں دنیا کی بے ثباتی اور حقیقت منافع و فوائد کی تشریح کرکے یہ واضح کیا گیا ہے کہ دنیا کی چند روزہ زندگی کو خوب صورت اور خوشنما بنانے کو ہی مقصد حیات قرار دے لینا اور اسی کے لئے محنت کے جائز یا ناجائز ذرائع میں زندگی کھپا دینا یقیناً" ایک بڑے دھوکے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ جو زندگی پائیدار ہی نہیں اس کی خوشنمائی بھی دائمی نہیں ہو سکتی۔ اس کے مقابل آخرت کی زندگی جو مرنے کے بعد شروع ہوتی ہے وہ ابدی ہے۔ اور وہاں کی نعمتیں ایسی ہیں کہ جس کے حصول کے بعد زوال نہیں ہوگا اس لئے عقل مندی کا تقاضا ہے کہ انسان ہمیشہ رہنے والی پر آسائش زندگی کے لئے محنت و کاوش خاص لگن کے ساتھ کرے۔ جس کو اپنی آخرت کی زندگی سنوارنے کی فکر لاحق ہوگئی اس کی اس دنیا کی زندگی بھی ان شاء اللہ پر سکون گزرے گی۔ اختتام زندگی پر ان شاء اللہ ان کا حال یہ ہوگا کہ

محو تحیر سوچ رہے ہیں اب سر منزل اہل وفا
کیسے آساں آساں گزرے' رستہ کیسا مشکل تھا

اور ایسے ہی نفوس قدسیہ کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے: یاایتھا النفس

stop unbelievers and polytheists from entering into them."

Imam Muhi-us-Sunnat Abu Muhammad Husain bin Masood ul Fara Al Baghavi writes in *Tafsir Maalim ul Tanzeel Lil Baghavi on Hashya Khazin*, (Ilmiyah Misr, Vol. 3, p. 55).

"Allah has made it obligatory on Muslims to stop the unbelievers from building a Masjid because Masjid is exclusively built for Allah's prayers. So, he who is an unbeliever, it is not for him to build a Masjid. Some people assert that the word building here be taken in its known meaning, that is, its construction, improvement, repair, replacement, etc. So, an unbeliever is to be restrained from performing these acts and if he dies, leaving a will to that effect, it shall not be acted upon. Another group has taken it to mean entering into a Masjid and sitting therein."

Sheikh Alauddin Ali bin Muhammad al Baghdadi Al Khazin (d. 725 A.H.) in his *Tafsir Khazin* has given more details of this precept.

Maulana Qazi Sanaullah Panipati (d. 122[illegible] A.H.) writes in his *Tafsir Mazhari*, (Nadwat-ul-Musannifeen, Delhi, Vol. 4, p. 146):

"It is an obligation upon Muslims to stop unbelievers from building a Masjid because Masajid are built for Allah's worship. So, he who is an unbeliever is unfit to build it."

Hazrat Shah Abdul Qadir (d. 1230 A.H.) writes in *Mauzah-ul-Quran*:

"And Ulema have written if an unbeliever wants to build a mosque he should be restrained (from doing so)."

Thus numerous explanations are a clear indication that Allah has not given any right to unbelievers to build a Masjid and if they dare do so it is obligatory upon Muslims to stop them from doing so.

قرآن جس کا خلق ہے وہ رحمت تمام جس کے لیے بنا ہے دو عالم کا نظم
جس کے غلام فاتح ایران و شام ہوں
لاکھوں درود اُس پہ ہزاروں سلام ہوں

المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی "۔۔۔ دنیا امتحان گاہ ہے" یہاں کامیاب ہونے والا ہی اخروی نعمتوں کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اس رسالے میں کامیابی کے لئے اہم اصول ذکر کئے گئے ہیں۔

ذکر اللہ کی فضیلت

وعظ و خطاب: حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم

ضبط و ترتیب: جناب عبداللہ ملک

قیمت: قیمت ۱۸ روپے

ناشر: مکتبہ لدھیانوی۔ نصیر آباد فیڈرل بی ایریا بلاک نمبر ۱۴ کراچی

یہ رسالہ حکیم العصر دامت برکاتہم کے دو خطبوں کا مجموعہ ہے۔ پہلے حصے میں "حقوق اللہ" کے عنوان سے اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر جو حقوق ہیں ان کی تشریح کی گئی ہے جس میں انسانی کوتاہیوں کی نشاندہی کرکے اس سے بچنے کی تلقین ہے۔ دوسرے حصہ میں ذکر کا مفہوم اور اس کی فضیلت کا بیان ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ذکر اللہ کی کثرت کا حکم فرمایا ہے۔ اسی کے ساتھ مومنوں کی ایک صفت یہ بتائی ہے کہ وہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے حتیٰ کہ لیٹے ہوئے بھی ذکر اللہ میں مشغول رہتے ہیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ اطاعت الٰہیہ اور ذکر اللہ کی پابندی کرنے والوں پر ایک وقت وہ بھی آجاتا ہے کہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ عبادت اور ذکر بن جاتا ہے۔ ان کے معمولات زندگی عبادت شمار ہونے لگتے ہیں۔ مثلاً کھانا ضرورت ہے۔ ایک شخص بسم اللہ وعلی برکت اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتا ہے' دوران کھانا نعمت خداوندی کا استحضار ہے کہ ایک لقمہ جو منہ میں جاتا ہے اس کی تیاری میں اللہ رب العزت نے چاند سورج ہوا پانی اور ہزارہا مخلوقات کو مصروف عمل کر رکھا ہے جن تک ہماری نگاہ بھی نہیں پہنچتی۔ تیار کھانا سامنے آتا ہے اب سنت طریقہ کے مطابق کھانے کا اہتمام کیا اور دھیان رکھا۔ منہ کو مزا آرہا ہے دل و دماغ نعمت خداوندی کی عطا کی طرف متوجہ ہے۔ جی بھر کر کھایا۔ فراغت کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین پڑھ کر شکر خداوندی کا اظہار کردیا۔ اس طرح زندگی کی ایک ضرورت پوری ہوئی لیکن مسلمان کے لئے یہ پورا عمل عبادت اور ذکر شمار کرلیا گیا۔ اسی پر تمام اعمال کا تجزیہ کرلیجئے۔ تو مسلمان کی زندگی کا ہر لمحہ ذکر و عبادت الٰہی میں مشغول نظر آئے گا۔

اس رسالے میں ذکر اللہ کی اسی ہمہ گیری کو نہایت بلیغ اور حکیمانہ اسلوب میں ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہر مسلمان کو ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہنے کا طریقہ جاننے کے لئے اس رسالہ کا مطالعہ ان شاء اللہ بہت مفید ہوگا۔

Imam Abu Abdullah Muhammad bin Ahmed Al-Qartabi (d. 671 A.H.) writes in his famous *Tafsir Ahkam ul Qurani:*

> "Imam Khaseef was pleased to say that mention of these names has been made in order to identify places of worship of different peoples. Hence, hermitages are worship places of hermits, churches belong to the Christians, synagogues to the Jews, and Masajid are of Muslims."

Qazi Sanaullah Panipati (d. 1225 A.H.) writes in explanation:

> "This verse means if Allah had not weakened the strength of people, then the worship houses constructed under each prophet's religious code would have been destroyed. Thus the synagogues in the times of Hazrat Moosa علیہ السلام churches and hermitages in the times of Hazrat Isa علیہ السلام and mosques in the times of Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم would have been razed to the ground."

The same meanings are carried in *Tafsir Ibne Jareer,* Vol. 9, p. 114, *Tafsir Neshapuri Bar Hashya Ibne-Jareer* Vol. 9, p. 63, *Tafsir Khazan* Vol. 3, p. 291, *Tafsir Baghavi Bar Hashya Ibne-Kathir,* Vol. 5, p. 594 and *Tafsir Roohul Maani* Vol. 17, p. 164).

Therefore, it is evident from this verse of Quran Hakeem and from its commentators that Masjid is the name of a place for Muslim prayers and the above-mentioned names distinguish worship places of various religions. For this reason, the holy name of Masjid is specified for a Muslim prayer house since the inception of Islam. Consequently, it devolves upon Muslims to restrain any non-Muslim from adopting the name of Masjid for his own worship place. It is a legal, religious and ethical right of Muslims.

(8) Kafirs have no right to construct a Masjid

Masjid construction is a highly devout act of believers for which an unbeliever is unworthy. As a result of this handicap, he has no right to construct a Masjid and if he persists to build one, it cannot be called a Masjid. Quran Hakeem in *Surah Taubah* (Verse17) clearly says:

> "Hypocrites do not have any right to construct a Masjid of Allah, since they are testifying to disbelief in their self. Deeds of these people have gone in vain and they will always dwell in hell."

In this verse hypocrites have been debarred from constructing a mosque. Why? Because they are unbelievers in essence, testifying to disbelief in their self. In other words, Quran Hakeem says that Masjid construction and disbelief are incompatible, unrelated, and incongruous to each other. They are unfit because they practise disbelief in their dogmas.

Imam Abu Bakr Ahmad bin Ali al-Jassas al-Razi al-Hanafi (d. 370 A.H.) writes:

> "A person visits mosques for either of the two reasons: to sit there and pray or build it, renew or repair. This verse, therefore, lays down that an unbeliever can neither enter, nor be its attendant, builder or its trustee. The word "building" in this verse covers both the objectives: the esoteric and the prima facie."

(Ahkam ul Quran, Vol. 3, p.108)

Imam Abu Jafar Muhammad bin Jareer Al Tabri (d. 310 A.H.) writes in *Tafsir Ibne Jareer,* (Darul-Fikr, Beirut) Vol. 10, p. 93:

> "Allah the Exalted says that mosques are built so that Allah is worshipped in them and are not built for infidelity. Hence it is not the job of an infidel that he should build mosques of Allah."

Imam-e-Arabiyat Jar-Allah Mahmud bin Umar Al Zamakhshari (d. 528 A.H.) writes in *Tafseer Kashshaf,* Vol. 2, p. 253, as follows:

> "By no means is it correct to bring two opposite things together; that is, on the one hand, build Allah's Masjid and, on the other, adopt disbelief in Allah and His worship. Testifying to disbelief in their self means exposing their disbelief."

Imam Fakhruddin Razi (d. 606 A.H.) writes in *Tafsir Kabeer* (Vol. 7, p. 16, Printed in Egypt):

> "Wahidi says: This verse proves the precept that unbelievers have no permission to build any Masjid and if any unbeliever leaves a will to that effect, it will not be accepted."

Imam Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad Al-Qartabi (d. 671 A.H.) writes in *Tafsir Qartabi,* (Darul Kitab ul Arabi, Cairo, Vol. 8, p. 89):

> "Muslims are duty bound to manage trusteeship of Masajid themselves and

Arafat, Muzdalfa, *Jamaare Thalatha*, Safa, Marwa and all mosques; Seasons of worship such as month of Ramadhan, the sacred months, Eid ul Fitr, Eid ul Azha, Juma and *Ayyam-e-Tashriq*. Signs of worship such as Azan, *Iqamat*, circumcision, congregational prayers, Namaz-e-Juma and Namaz-e-Eidain. In all above, the significance of word "sign" stands ascertained because time and space remind one of not the act of worship only but also of what one is worshipping".

(Tafseer Azeezi Urdu, p. 894, H.M. Saeed Printers, Karachi).

What Things Are *Shaaer* of Islam

Having explained that distinctive signs of Islam form the basis of distinction between a Muslim and a non-Muslim, some *Shaaer* of Islam are enumerated below:

(1) **Kalimah Tayyibah لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ is a *Sheaar* of Islam.**

The first and foremost thing among the Islami *Shaaer* is Kalimah Tayyibah. It is such an open and crystal clear truth that arguing in its support before the honourable Court will simply be a waste of time, as every Muslim and *Kafir* knows that recitation of the holy Kalimah is a symbol of Musalmans. Any person who recites the holy Kalimah is considered a Muslim by all people. Anyone who does not recite this Kalimah is deemed a non-Muslim. Because Kalimah Tayyibah is Islam's particular symbol which facilitates any person's recognition as Muslim or non-Muslim, therefore, there is no doubt in its being a *Sheaar* of Islam.

(2) **Namaz offered in congregation is a *Sheaar* of Islam.**

Each religion has its specific mode of worship and religions differ in their modes. Their followers follow their own particular form and pattern of worship. So, praying in congregation and offering Namaz in company with others is a characteristic of Islam and is its specific *Sheaar*. Wherever persons are seen offering Namaz in this style, they are at once identified as Muslims.

There is a Hadith, saying:

"A person who offers Namaz like ours, turns his face towards Ka'bah, eats our *zabiha*, such a person is a Muslim, for whom there is a Covenant from Allah, the Exalted, and His Prophet. So, you people don't defalcate in Allah's trust (by breaching His Covenant)".

(Al Bukhari, Mishkat, p.12)

Further, distinguished Muslim Ulema have stated that Namaz is a *Sheaar* of Islam and it is a very noteworthy *Sheaar*. To quote a worthy authority, Hazrat Shah Waliullah Dehlavi, the famous Islamic jurist, Allah's mercy on him, wrote in has celebrated work, *"Hujjatullah-ul-Baligha"*.

"Be it known that the most magnificent of all Divine Services is Namaz. For this reason, law-givers of Islam have called it the greatest of all *Sheaar*".

(Vol. 1, p. 186)

At another place he writes in the same book:

"Namaz is a Sheaar which is stupendous. It is so distinctive that Islam may be deemed invalidated if it is annulled".

(Vol. 1, p. 187)

On page 70 of the same book, Shah Saheb writes:

"And there are four great Shaaerullah: Quran, Ka'bah, Nabi and Namaz."

(3) **Masjid is also a *Sheaar* of Islam.**

The land on which Masjid is built is an endowment for five-time daily prayers. Therefore, Masjid is a *Sheaar*, like namaz. So, wherever a Masjid exists, in a town, village, street or ward it is an indication that Muslims reside there. Some proofs:

(A) **Masjid is a name given to the place where Muslims pray.**

In verse 40, *Surah Al-Haj*, Quran Hakeem declares Masjid a Muslim prayer house:

"And if Allah had not weakened one group of people by means of another, the hermitages (of hermits), churches (of the Nazarenes), synagogues (of Jews) and Masajid (of Muslims) wherein Allah's name is abundantly recited would have been demolished."

matter did not end up there because on the basis of this so-called Decision, plaint no 2674/92 was allowed admission for hearing in the Sindh High Court resulting in the stopping of proceedings in the lower Court It is therefore very necessary that Allah's *Shaaer* and Islam's distinctive marks be examined in the light of the Quran Hakeem and the holy Ahadith.

What is meant by *Shaaer*-Allah and *Shaaer*-Islam

Respected Sir, There are certain things and acts which relate specifically to the religion of Islam and which are its distinctive features. These features cannot be adopted by Qadianis because Qadianis are not Muslims. In other words, a Qadiani cannot use or act upon any of those signs because these signs distinguish religion of Islam from other religions.

To start with, it is therefore necessary to identify those signs which symbolise a Muslim and hence distinguish him from a non-Muslim. These signs are palpable cognizances, readily seen, heard and recognized. Any person, acting upon them is identified forthwith as a Muslim and he becomes a member of Islamic brotherhood. He is considered part and parcel of the Ummah. As a result, the general body of Muslims welcomes him in their mosques and offers prayers standing shoulder to shoulder with him. In case of death, Muslims join in his funeral rites and bury him in a graveyard that has been earmarked for Muslims. On the same analogy, he contracts Nikah with Muslim women and his "*zabiha*" (slaughterings) are admissible in Shariat. In short, he is a Muslim by all standards and nobody can challenge his faith, after he is seen practising what Islam preaches and his accepting Islamic doctrines enunciated by the Quran Hakeem and the Prophet Muhammad Rasulullah صلی اللہ علیہ وسلم

The word *Shaaer* has been discussed exhaustively in Islamic literature. Four references should suffice here:

(1) In *Al-Faraid Arabic-English Dictionary* by J.G. Hava, S.J., the following meanings of *Sheaar* شعار are given on page 367:

شعار جمع شعر واشعرة

"Under-garment. Distinctive sign. Coat of Arms. Cry of war, Horse-cloth."

(2) Late Mufti Muhammad Shafi Sahib, former Mufti-e-Azam Pakistan, wrote in his *"Tafsir Maariful Quran"*:

"The word *Shaaer* meaning signs or marks is the plural form of *Shaeerah* which means symbol, symptom, mark or sign. *Shaaer and Shaeerah* mean those things that can immediately be spotted as distinctive signs. *Sheaar* implies adopting a symbolic deed in behavioural conduct which is commonly understood as belonging to a certain individualistic specific. In other words, it is readily perceptible and demonstrates its nature clearly. For example, in case of Muslims, it is Namaz, Azan, Haj circumcision, and having a beard as per Sunnah".

(Tafsir Maariful Quran. Vol. 3, p.18)

(3) Maulana Abul Ala Maudoodi wrote in his *Tafheem-ul-Quran:*

"Anything representing a creed or some denominational doctrine, proclaiming faith in an institutional belief or something which forms the basis of a certain national character, or is the operational style of some system, will be named *Sheaar* because that is its distinguishing mark. Therefore, flag of a country, uniform of its police and army, its coins, treasury notes and stamps are the *shaaer* of that country. All departments and all countrymen, subservient to that authority, are enjoined to honour their *Shaaer*. Church, altar and a crucifix are Shaaer of Christianity. Tuft of hair grown on top of head, sacred thread worn around the neck and a temple are Brahmani *Shaaer*. Piles of hair heaped over the head, wearing a steel bracelet and a scimitar at the loins are *Shaaer* of the Sikhs. Hammer and sickle are *Shaaer* of the Communists, while Swastika is a sign of the racism of the Aryans".

(Tafheem ul Quran. Vol. 1, p. 438).

(4) Shah Abdul Aziz Muhaddith Dehlavi, Allah's mercy on him, wrote in his *Tafseer Fath ul Aziz:*

"*Shaaer* is plural of *Shaeera*, meaning signs. In religious terminology, *Shaaer* of Allah stands for houses of worship, seasons of worship and signs of worship; houses of worship such as Ka'bah,

PART 1

SUBMISSION TO THE HON'BLE SUPREME COURT OF PAKISTAN

By
Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Translated by
K.M. Salim

Edited by
Dr. Shahiruddin Alvi

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

INTRODUCTORY

Presidential Ordinance called the "Anti-Islamic Activities of Qadianis (Prohibitions And Punishments) Ordinance", was promulgated on April 25, 1984, which added sections 298-B and 298-C to the Pakistan Penal Code. These sections are reproduced as an Appendix and are not a part of the original submissions to the Court.

Qadianis preferred appeals against this Ordinance in the Supreme Court of Pakistan. Hearings were held from January 30th to February 3rd, 1993. Qadianis took the plea that this law deserved abrogation because it was ultra vires of the Constitution which vouched freedom of faith for its people. The Hon'ble Court heard the arguments, for and against, for five days and reserved its judgement, yet, inter-alia, permitted advocates and religious scholars of both sides to present their cases in writing further if they wished to do so.

In view of this permission, I lay some facts before the Hon'ble Court, on behalf of Aalami Majlise Tahaffuz-e-Khatme-Nubuwwat. While doing so, I request the Hon'ble Court to carry out an in-depth study of this matter in all its aspects as has been done by the Hon'ble Federal Shariat Court since it is a delicate and sensitive subject.

The Constitution of our country has declared Qadianis non-Muslims. Despite this clear decision, the Qadianis went on with false pretences and presented themselves as Muslim. Masquerading as such, they openly adopted those signs which are distinctive of Islam and which are, unmistakably, the *Shaaer* of Allah. As a result of their contemptuous flouting of the law of the land, and by reason of their deliberate planning to defeat the statute, the law took its course and booked them.

Decisions, copious in detail, are available on records of Federal Shariat Court, the Lahore High Court and the Baluchistan High Court. When the Qadianis failed to cook their goose the way they wanted, they tried to kick their dead horse to life by bringing in the cry of "save our fundamental human rights" before your Hon'ble Court. They contrived to catch your attention by raising this false alarm. As a result permission of appeal was granted to them. This gave them an opportunity to have the proceedings of all hearings against them stopped in various subordinate courts. In this way, the law became practically ineffective and could not take its due course.

Moreover, the Qadianis duped the news media in the matter of decision of the Supreme Court for grant of bail in the criminal petition No. 278/1992, published in such a manner as to show that the Supreme Court had allowed Qadianis the use of Islamic technical phraseology (cuttings of dailies enclosed). Actually, the fact was otherwise. The

بقیہ اخبار ختم نبوت

کورس کی تیاری شروع کردی اور تیاری خوب ہورہی تھی کہ ۲۳ اکتوبر کو قادیانی جماعت کا امیر ضلع چکوال ممتاز احمد رد قادیانیت کورس کا اشتہار پڑھتے ہوئے دل کا دورہ پڑھنے سے واصل جہنم ہوا تو اس دن ایک اور عجیب واقعہ نے پورے مسلمانوں کو حیرت میں ڈال دیا کہ وزیر داخلہ ریٹائرڈ جنرل نصیراللہ بابر نے اسلام آباد سے آکر اس قادیانی کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور اس قادیانی کی نماز جنازہ قادیانیوں کے مربی فضل اللہ تارڑ نے پڑھائی جب نصیراللہ بابر اس کے جنازہ پر آیا تو قادیانیوں نے نصیراللہ بابر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے شائع شدہ پوسٹر دکھایا اور درخواست کی کہ یہ پروگرام نہ ہونے دیا جائے وزیر موصوف نے فوری طور پر اے سی کو حکم دیا کہ پروگرام پر فوری پابندی لگادو اور پروگرام نہ ہونے دو اس پر اے سی نے ہمارے بزرگوں سے رابطہ کیا تمام نوجوان ساتھیوں سے بات چیت ہوئی ان سے اے سی نے پہلے درخواست کے انداز میں پھر ڈرانے والے انداز میں پروگرام رکوانے کی کوشش کی ادھر راولپنڈی میں مولانا صدیقی صاحب کو اطلاع کردی گئی اس دن بدھ کا دن تھا اور اکتوبر کی ۲۵ تاریخ تھی مولانا صدیقی نے جواباً کہا کہ آپ اور آپ کے ساتھی ڈٹ جائیں ہم بس دیکھ رہے ہیں حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کوئٹہ سے راولپنڈی تشریف لائے مولانا صدیقی نے تمام حالات حضرت کی خدمت میں پیش کئے تو حضرت اقدس نے پوچھا کیا چاہئے تو مولانا صدیقی نے عرض کیا کہ حضرت پروگرام ہر حال میں ہونا ہے بس دعا فرمادیں ادھر حضرت اقدس نے دعا فرمائی ادھر مسلمانان دوالمیال کامیاب ہوئے کہ اے سی صاحب کہنے لگے آپ پروگرام کریں ہم نہیں روکتے بس پھر کیا تھا ساتھی تمام پروگرام کو کامیاب بنانے میں مصروف ہوگئے یوں ۲۹ اکتوبر یکم جمادی الاول کا سورج طلوع ہوا اور ادھر دوالمیال کی سرزمین شاہین ختم نبوت فاتح ربوہ مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم کو ان کے احباب مولانا محمد علی صدیقی مولانا اورنگ زیب اعوان صاحب نے انہیں خوش آمدید کہہ دی تھی پونے گیارہ بجے دوالمیال کی جامع مسجد میں پروگرام سید مجیب الرحمان شاہ صاحب اور سید منیر حسین شاہ صاحب کی سرپرستی اور نگرانی میں شروع ہوا۔

مولانا اللہ وسایا صاحب نے قبل سید حبیب الرحمان شاہ صاحب نے خطاب کیا اور پھر مولانا محمد علی صدیقی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے آنے والے اور دوالمیال کے ساتھیوں کو پروگرام کے متعلق آگاہ کیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا پونے دو گھنٹے درس ہوا جس میں سوا گھنٹہ آپ نے بیان فرمایا اور بقیہ سوالات کے جوابات دے کر ڈیڑھ بجے نماز ظہر اور کھانے کے لئے وقفہ کیا اور پھر ظہر کی نماز کے بعد مولانا محمد علی صدیقی نے پروگرام کا آغاز کیا تلاوت اور نعت مولانا قاری سلمان صاحب خطیب چکوال کی ہوئی پھر اس کے بعد مولانا محمد علی صدیقی صاحب نے جماعت کی تاریخ پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ہم غیر سیاسی لوگ ہیں نصیراللہ بابر نے قادیانی کی نماز جنازہ پڑھا آج تک ہم خاموش رہے اب یہاں نصیراللہ بابر سے کھلی جنگ ہوگی۔ اس کے بعد مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب کرتے ہوئے حیات عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کا ظہور اور دجال کے خروج پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ احادیث میں تین شخصیات کے آنے آنے ذکر آتا ہے قیامت کے آنے سے قبل جس کا ظہور ہوگا اس کا نام امام مہدی ہے اصل نام محمد بن عبداللہ ہے والدہ کا نام آمنہ ہوگا' حضرت حسنؓ کے خاندان سے ہوگا اور دوسرے کے خروج کے بارے میں آیا ہے اس نام دجال ہوگا ایک آنکھ سے کانا ہوگا دعویٰ خدائی کا کرے گا آنکھ اپنی ٹھیک نہیں کرسکے گا تیسرے شخص کا نام عیسیٰ ہوگا جن کا آسمان سے نزول ہوگا ان کا نام عیسیٰ علیہ السلام ہوگا بغیر باپ کے ہوگا اور ماں کا نام حضرت مریم ہوگا' مولانا نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی مسیح ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کہا کہ جس مہدی اور مسیح نے آنا ہے وہ میں ہوں یوں یہ پروگرام مغرب تک جاری رہا جمعہ کے دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب اور مولانا عزیز الرحمان جالندھری مولانا اکرم طوفانی نے تشریف لانا تھا تمام احباب تشریف لائے لیکن حضرت امیر مولانا خواجہ خان محمد صاحب سید عطاء المنعم شاہ بخاری کی وفات پر اظہار تعزیت کے لئے ملتان تشریف لے گئے جمعہ سے قبل خطاب مولانا محمد علی صدیقی مولانا اللہ وسایا مولانا اکرم طوفانی مولانا عزیز الرحمان جالندھری کا ہوا اور مولانا اورنگ زیب اعوان مبلغ اسلام آباد نے قرار دادیں پیش کیں مولانا عزیز الرحمان صاحب جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور نبی کریم ﷺ پر اختتام ہوا اب آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا لیکن قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنا کر پیش کیا قادیانیت کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ قادیانیت ایسی بیماری ہے اس کا علاج بہت ہی ضروری ہے اور اس کی مثال یوں دی کہ جیسے خون میں اگر کینسر ہوجائے تو جب تک خون تبدیل نہیں کریں گے مریض بچ نہیں سکتا اس طرح جب تک ہم ان کو تبدیل نہیں کریں گے ان کی ارتدادی سرگرمیوں سے بچ نہیں سکتے لہٰذا ہمیں قادیانیوں کے خلاف کام کرنا چاہئے جمعہ کی نماز کا خطبہ مولانا عبدالحمید سیالوی صاحب نے دیا اور یوں دو روزہ پروگرام اپنے اختتام کو بخوبی پہنچا ہم مسلمان دوالمیال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شکرگزار بھی ہیں اور کارکن بھی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق نصیب فرمادیں۔ آمین۔

ختمِ نبوة

دنیا بھر میں آپ کے تجارتی و کاروباری تعارف کا مؤثر ذریعہ

اشتہار چھوٹا ہو یا بڑا، رنگین ہو یا بلیک اینڈ وائٹ اہم بات یہ ہے کہ وہ اشتہار کتنے لوگوں کی نظر سے گزرتا اور کتنے لوگوں پر اپنا تاثر چھوڑتا ہے۔

ختم نبوت میں شائع ہونے والے اشتہارات

80,000

سے زائد افراد کی نظر سے گزرتے اور انمٹ تاثر چھوڑ جاتے ہیں۔

آپ کی مصنوعات اور خدمات کے بھرپور تعارف کے لئے ختم نبوت ایک موثر ذریعہ ہے کیونکہ یہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ چالیس دیگر ممالک تک آپ کے پیغام اور تعارف کو پہنچاسکتا ہے۔

ختم نبوت میں دیا ہوا آپ کا اشتہار صرف دنیوی اعتبار سے ہی مفید نہیں بلکہ اشاعت دین اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی میں یہ آپ کا حصہ ہوگا جو بروزِ حشر شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنے گا۔

دینی تربیت و معلومات اور فتنہ قادیانیت کے کرتوتوں سے واقفیت کے لئے

ختمِ نبوة

پڑھیے اور دوسروں تک بھی پہنچایئے

سودی لین دین والوں سے معذرت

مزید معلومات کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت۔ ایم۔ اے جناح روڈ

پُرانی نمائش کراچی

فون:۔ 7780337 ● فیکس:۔ 7780340